NOW AVAILABLE

The Inaugural Issue of

The Qur'anic Horizons

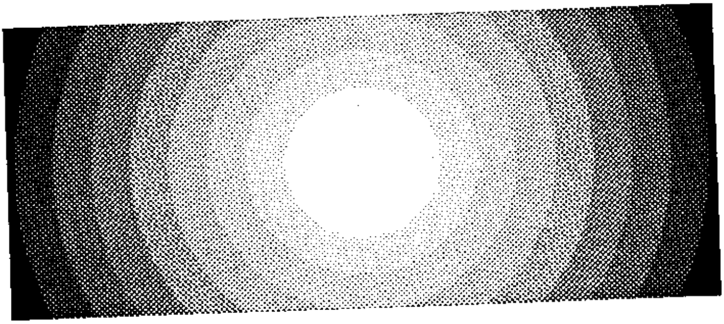

Price per issue: Rs. 30/- Annual Subscription: Rs. 100/-

Markazi Anjuman Khuddam-ul-Qur'an

36-K, Model Town, Lahore-54700

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا

(البقرہ: ۲۶۹)

ماہنامہ

حکمتِ قرآن

لاھور

بیادگار: ڈاکٹر محمد رفیع الدین، ایم اے، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، مرحوم

مدیر اعزازی: ڈاکٹر ابصار احمد، ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی،

معاون: حافظ عاکف سعید، ایم اے (فلسفہ)

ادارہ تحریر: پروفیسر حافظ احمد یار، حافظ خالد محمود خضر

جلد ۱۵ | ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ اپریل ۱۹۹۶ء | شمارہ ۴

— یکے از مطبوعات —

مرکزی انجمن خدام القرآن لاھور

۳۶۔ کے۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور ۱۴۔ فون: ۵۸۶۹۵۰۱

کراچی آفس: ۱۱داؤد منزل متصل شاہ بکری، شاہراہ لیاقت کراچی فون: ۲۱۶۵۸۶

سالانہ زر تعاون ۔/۸۰ روپے، فی شمارہ ۔/۸ روپے

مطبع: آفتاب عالم پریس ہسپتال روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف اول

قرآن کالج --- تدریسی نظام میں ایک اہم تبدیلی

قارئین بخوبی واقف ہیں کہ قرآن کالج لاہور میں کہ جو مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی تعلیمی اسکیموں میں ایک اہم اسکیم ہے' گزشتہ سال تک جو تدریسی نظام روبعمل تھا اس کے مطابق بی اے کے طلبہ کے لئے ضروری تھا کہ وہ ایک اضافی سال لگا کر رجوع الی القرآن کورس کی تکمیل بھی کریں۔ تاہم یہ پابندی صرف ان طلبہ کے لئے تھی جو براہ راست بی اے کے سال اول یعنی تھرڈ ایئر میں داخلہ لیں' جبکہ ان طلبہ کے لئے جنہوں نے قرآن کالج ہی سے ایف اے کیا ہو اضافی سال لگانا ضروری نہ تھا۔ اس طرح قرآن کالج میں بی اے میں براہ راست داخلہ لینے والے طلبہ ایف اے کے بعد تین سال میں گریجویشن کرتے تھے۔ ایک مکمل تعلیمی سال اضافی طور پر صرف کرنا طلبہ کے لئے آسان نہ تھا' چنانچہ بہت ہی کم طلبہ اس کی ہمت کرتے تھے اور بی اے میں داخلوں کی صورت حال خاصی حوصلہ شکن تھی۔ اس صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے کالج کی مشاورتی کونسل کی مرتب کردہ اس سفارش کو کالج کے بورڈ آف گورنرز نے منظور کر لیا کہ آئندہ سے بی اے کے طلبہ کے لئے اضافی سال کی شرط کو ختم کر دیا جائے۔ تاہم اس کی کسی قدر تلافی کے طور پر ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ایف اے کے امتحانات کے نتائج کا انتظار کئے بغیر جولائی کے پہلے ہفتے میں ہی بی اے میں طلبہ کو داخلہ دے کر تدریس کا آغاز کر دیا جائے۔ یاد رہے کہ بی اے میں معمول کے داخلے بالعموم اکتوبر کے پہلے ہفتے میں ہوتے ہیں۔ جولائی تا اکتوبر' تین ماہ میں طلبہ کو عربی گرامر کا ایک بڑا حصہ اور رجوع الی القرآن کورس میں شامل دیگر مضامین میں سے بعض ضروری ابتدائی مضامین پڑھائے جا سکیں گے اور بقیہ کورس کو دو سال کے عرصے میں بی اے کی نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ cover کر لیا جائے گا۔

تاہم واضح رہے کہ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کا شیڈول حسب سابق برقرار رہے گا۔ قبل ازیں مرکزی انجمن کے تحت شائع ہونے والے بعض جرائد کے ذریعے قارئین کو یہ اطلاع پہنچائی گئی تھی کہ بی اے کے ساتھ ساتھ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں داخلے بھی جولائی کے پہلے ہفتے میں ہوں گے۔ گزشتہ دنوں بعض وجوہات کی بنا پر اس فیصلے پر نظر ثانی کی گئی اور بالآخر فیصلہ یہی ہوا ہے کہ اس کورس میں داخلے حسب سابق ستمبر کے اواخر میں ہی ہوں گے اور تدریس کا آغاز

(باقی صفحہ ۶ پر)

سلسلۂ تقاریر "تعارفِ الکتاب"

ڈاکٹر اسرار احمد

یَعۡتَذِرُوۡنَ ۱۱

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَیۡکُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَیۡہِمۡ ؕ قُلۡ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکُمۡ قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰہُ مِنۡ اَخۡبَارِکُمۡ ؕ وَ سَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمۡ وَ رَسُوۡلُہٗ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۴﴾ (التوبہ: ۹۴)

قرآن مجید کا گیارہواں پارہ "یَعۡتَذِرُوۡنَ" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں اولاً سورۂ توبہ کی بقیہ چھتیس آیات شامل ہیں پھر پوری سورۂ یونس اور آخر میں سورۂ ہود کی صرف پانچ آیات ہیں۔ سورۂ توبہ کے بارے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ رجب ۹ھ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی۔ بعض آیات آغازِ سفر سے قبل نازل ہوئیں، کچھ دورانِ سفر نازل ہوئیں اور کچھ واپسی پر۔ یہ غزوہ انتہائی ناساعد حالات میں پیش آیا۔ ایک تو وقت کی عظیم ترین عسکری قوت یعنی سلطنتِ روما سے ٹکراؤ تھا، پھر انتہائی سخت گرمی کا موسم تھا، قحط کا عالم تھا، مسلمانوں کی بے سروسامانی کی کیفیت تھی۔ لہٰذا یہ صورتِ حال مسلمانوں کے ایمان کے لیے ایک بہت بڑی آزمائش بن گئی اور منافقین کے نفاق کا پردہ چاک ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورۂ مبارکہ میں منافقین کے بارے میں سخت ترین بات وارد ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا: اِسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ سَبۡعِیۡنَ مَرَّۃً فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ (التوبہ: ۸۰) یعنی "اے نبیؐ! آپ ان کے لیے خواہ استغفار فرمائیں خواہ نہ فرمائیں، اگر آپ ان کے لیے ستر دفعہ بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ ان کو معاف نہیں فرمائے گا۔"

اس سورۂ مبارکہ کا جو حصہ اس پارہ میں شامل ہے اس میں منافقین کے بالکل برعکس اہل

ایمان کے طرزِ عمل کی تعبیر ان مبارک الفاظ میں کی گئی ہے: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ ۔ (التوبہ:۱۱۱) یعنی "اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں"۔ یعنی اہلِ ایمان اللہ کے لیے اس کے دین کی سربلندی کے لیے نہ اپنی جان سے دریغ کرتے ہیں نہ اپنے مال سے، اس لیے کہ وہ تو پہلے ہی اللہ کے ہاتھ اپنی جانیں اور مال فروخت کر چکے ہیں۔ اب ان کے پاس یہ جان اور مال اللہ کی امانت ہے کہ جب بھی اللہ چاہے اور اس کے دین کا تقاضا ہو اسے حاضر کر دیں اور اللہ کی جناب میں سرخرو ہو جائیں اور سبکدوش ہو جائیں۔ اس سورۂ مبارکہ کے اختتام پر ایک بڑی عظیم آیت وارد ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بعثتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں امتِ مسلمہ پر جو احسانِ عظیم فرمایا ہے اس کا ذکر ہوا: لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبہ:۱۲۸) یعنی "اے مسلمانو! تمہارے پاس آ گئے ہیں ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تم ہی میں سے ہیں، جن پر بہت شاق گزرتی ہے ہر وہ چیز جو تمہارے لیے باعثِ تکلیف ہو اور جو تمہارے لیے ہر خیر اور بھلائی کے انتہائی خواہاں ہیں اور تمہارے حق میں رؤف رحیم ہیں"۔

سورۂ توبہ کے بعد گیارہویں پارے میں سورۂ یونس اور اس کے بعد سورۂ ہود وارد ہوئی ہیں۔ یہ دو مکی سورتیں بھی ایک انتہائی حسین و جمیل جوڑے کی صورت میں ہیں اور ان کے مابین بھی وہی نسبت ہے جو پہلے سورۃ الانعام اور سورۃ الاعراف میں تھی۔

سورۂ یونس میں زیادہ تر آفاق و انفس کی شہادتوں سے توحید کی دعوت دی گئی ہے، معاد کا اثبات کیا گیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی دعوت دی گئی ہے، جبکہ سورۂ ہود میں زیادہ زور انبیاء و رسل کے حالات و واقعات اور جن امتوں اور قوموں کی طرف رسول بھیجے گئے ان کے انحراف و انکار کی پاداش میں ان پر جو عذابِ ہلاکت نازل ہوا اس کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ سورۂ ہود کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدٌ وَاَخَوَاتُھَا" یعنی "مجھے سورۂ ہود اور اس کی ہم مضمون سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے"۔ اس لیے کہ ان سورتوں میں بالکل انداز ایسا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ عرب کو آخری وارننگ دی جا رہی ہو اور

اب بھی اگر وہ ایمان نہ لائے تو عذاب الٰہی کا بند بالکل ٹوٹنے والا ہے۔ اس صورت حال کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت صدمہ سے دوچار تھے۔ ان دونوں سورتوں میں قرآن مجید کی اہمیت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ دونوں کا آغاز ہوا اس بات کی وضاحت سے کہ یہ قرآن مجید کمال حکمت کی حامل کتاب ہے۔ سورۂ یونس کے آغاز میں فرمایا گیا: الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (آیت نمبرا) "یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں" اور سورۂ ہود کا آغاز ہوا: الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ "یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات پہلے محکم کی گئیں، پھر ان کی تفسیر کی گئی اس ہستی کی طرف سے جو حکیم بھی ہے اور خبیر بھی"۔

اس کے بعد ان دونوں سورتوں میں قرآن حکیم کے بارے میں کفار کو چیلنج دیا گیا کہ اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ کتاب ہمارے رسولؐ نے خود اپنی طرف سے گھڑ کر تصنیف کر لی ہے تو تم بھی ایسی کچھ سورتیں تصنیف کر کے لے آؤ۔ چنانچہ سورۂ ہود میں فرمایا: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ (ہود: ۱۳) یعنی "کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو خود (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) تصنیف کر لیا ہے تو ان سے کہیے کہ قرآن جیسی دس سورتیں تم بھی تصنیف کر کے لے آؤ" یہ چیلنج سورۂ یونس میں اپنی انتہا کو پہنچ گیا جہاں دس سورتوں کی بجائے یہ فرمایا گیا کہ ایک ہی سورت اس جیسی بنا کر لے آؤ۔ ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کی گئی کہ مشرکین اور کفار کو اصل عداوت و دشمنی قرآن مجید سے ہے، جیسے کہ اس سے پہلے سورۃ الانعام میں بھی یہ الفاظ وارد ہو چکے ہیں کہ "اے نبیؐ آپ غمگین نہ ہوں، کفار آپ کو جھوٹا نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ یہ تو اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں" یہاں بھی فرمایا گیا کہ ان کا مطالبہ یہ ہے: ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ (یونس: ۱۵) یعنی "اے محمدؐ اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لے کر آؤ یا اس میں کچھ ترمیم کر دو" ارشاد ہوا: اے نبیؐ جواب میں فرمائیے: مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ "میرے لیے بالکل ممکن نہیں ہے کہ میں اپنے جی سے اس میں ترمیم کر سکوں۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ میں تو خود پابند ہوں اس کا جو میری طرف وحی کیا جا رہا ہے"۔ چنانچہ اس حکم پر سورۂ یونس کا اختتام بھی ہوتا ہے: وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ښ وَھُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ع (یونس: ۱۰۹) یعنی "اے نبیؐ اتباع کیجئے اس کی (پیروی کیجئے، مضبوطی سے تھامے رکھیے اس کو) جو آپ کی طرف وحی کیا جا رہا ہے اور صبر کیجئے (انتظار فرمائیے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم سنا دے۔ اور وہ تمام حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے (سب سے بڑھ کر عدل اور انصاف سے کام لینے والا ہے")

سورۂ یونس میں ایک اور اہم مضمون وارد ہوا ہے جو ایمان حقیقی کے ثمرات سے متعلق ہے۔ وہ مومن حقیقی جو اللہ کے ولی، اللہ کے دوست، اللہ کے ساتھی بن جاتے ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (یونس: ۶۲-۶۳) "آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن یعنی وہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کی روش اختیار کی"۔ معلوم ہوا کہ ولایتِ الٰہی درحقیقت ایمانِ حقیقی اور تقویٰ کا ہی نام ہے اور اس کا حاصل یہ ہے: لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (یونس: ۶۴) "ان کے لیے بشارتیں ہی بشارتیں ہیں (خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں) دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی"۔ یہی وہ مضمون ہے جو قرآن مجید میں ایک اور مقام پر بایں الفاظ آیا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ (حٰم السجدہ: ۳۰) "یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (یہ کہتے ہوئے) کہ نہ تم خوف کھاؤ اور نہ غمگین ہو، اور خوشخبری حاصل کرو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا"۔

یہ ایمانِ حقیقی کے ثمرات ہیں کہ انسان اس دنیا میں بھی خوف اور غم سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور آخرت میں بھی اسے ان دونوں چیزوں سے نجات مل جاتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا علامہ اقبال مرحوم نے ؂

بُروں کشید ز پیچاکِ ہست و بود مرا
چہ عقدہ ہا کہ مقامِ رضا کشود مرا (زبورِ عجم)

گویا اگر کوئی بندہ اپنے رب کی مرضی پر راضی ہو جائے تو اس کے لیے اس دنیا میں نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین ○

بقیہ : حرفِ اول

ان شاء اللہ یکم اکتوبر سے ہو گا۔ ان سطور کی وساطت سے ہم قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ جن احباب کے لئے بھی ممکن ہو وہ ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کے لئے بالخصوص قرآن حکیم کا فہم حاصل کرنے کی خاطر اس کورس میں داخلے کے لئے ایک سال فارغ کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے غور کریں اور جو مہلت عمر انہیں ملی ہے اس سے فائدہ اٹھانے سے دریغ نہ کریں۔ ○○

سورۃ البقرۃ

آیت ۸۳

ملاحظہ : کتاب میں حوالہ کیلئے قطعہ بندی (پیراگرافنگ) میں بنیادی طور پر تین ارقام (نمبر) اختیار کئے گئے ہیں۔ سب سے پہلا (دائیں طرف والا) ہندسہ سورۃ کا نمبر شمار ظاہر کرتا ہے۔ اس سے اگلا (درمیانی) ہندسہ اس سورۃ کا قطعہ نمبر (جو زیر مطالعہ ہے اور جو کم از کم ایک آیت پر مشتمل ہوتا ہے) ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد والا (تیسرا) ہندسہ کتاب کے مباحثِ اربعہ (اللغۃ٬ الاعراب٬ الرسم اور الضبط) میں سے زیر مطالعہ بحث کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی علی الترتیب اللغۃ کیلئے ۱٬ الاعراب کیلئے ۲٬ الرسم کیلئے ۳ اور الضبط کیلئے ۴ کا ہندسہ لکھا گیا ہے۔ بحث اللغۃ میں چونکہ متعدد کلمات زیر بحث آتے ہیں اس لئے یہاں حوالہ کی مزید آسانی کے لئے نمبر ۱ کے بعد قوسین (بریکٹ) میں متعلقہ کلمہ کا ترتیبی نمبر بھی دیا جاتا ہے۔ مثلاً ۲:۵:۱(۳) کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث اللغۃ کا تیسرا لفظ اور ۲:۵:۳ کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث الرسم۔ وھٰکذا۔

۲ : ۵۱ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا
اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا
وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

۲ : ۵۱ : ۱ اللغہ

[وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَاءِ يْلَ] یہ ایک مکمل جملہ ہے جو کل چھ کلمات پر مشتمل ہے۔ ان تمام کلمات کی لغوی بحث اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ مثلاً

① "وَ" جو یہاں مستانفہ ہے جس کا مفہوم تو "اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ" کا ہوتا ہے مگر اردو میں اس کا ترجمہ بھی صرف "اور" سے کر لیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے [۲ : ۷ : ۱ (۱)]

② "اِذْ" ظرف بمعنی "جب کہ/جس وقت" ہے۔ اس کے استعمال اور اس سے پہلے ایک محذوف فعل (اذکروا= یاد کرو) کے مفہوم کے بارے میں دیکھئے البقرہ : ۳۰ [۲ : ۲۲ : ۱ (۱)]

③ "اَخَذْنَا" جس کا مادہ "ا خ ذ" اور وزن "فَعَلْنَا" ہے' کے فعل مجرد (اَخَذَ يَاْخُذُ = پکڑنا۔ لینا) پر البقرہ : ۴۸ [۲ : ۳۱ : ۱ (۵)] میں بات ہوئی تھی اور خود زیر مطالعہ صیغہ "اَخَذْنَا" کے لئے دیکھئے البقرہ : ۶۳ [۲ : ۴۱ : ۱ (۱)] یہاں اَخَذْنَا کا ترجمہ ہو گا : ہم نے لیا

④ "مِيْثَاقَ" جس کا مادہ "و ث ق" اور وزن "مِفْعَال" ہے' کے فعل مجرد (وَثِقَ۔ يَثِقُ = اعتماد کرنا) کے معنی و استعمال اور خود اس لفظ "میثاق" کی ساخت' اس میں ہونے والی تعلیل اور اس کے معانی (قول و قرار' عہد وغیرہ) کے لئے دیکھئے البقرہ : ۲۷ [۲ : ۱۹ : ۱ (۱۴)]

صیغہ "اَخَذْنَا" قرآن کریم میں ۲۶ جگہ آیا ہے جن میں سے دس جگہ اس کا استعمال "میثاق" کے ساتھ (معنی عہد لینا۔ قرار لینا وغیرہ) آیا ہے۔ باقی استعمالات (مثلاً عذاب میں پکڑنا وغیرہ) حسب موقع بیان ہوں گے۔

○ ۵/۶ "بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ" جس کا ابتدائی (مضاف) کلمہ "بَنِيْ" لفظ "ابن" کی جمع سالم (بنونَ) کی "مجرور" اور خفیف (بوجہ اضافت) صورت ہے۔ اس پوری اور اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب ہیں۔ ترکیب (بنی اسرائیل) کی مکمل لغوی بحث البقرہ : ۴۰ [۲ : ۲۵ : ۱ (۱)] میں ہو چکی ہے البتہ وہاں "بنی اسرائیل" منادیٰ آیا تھا (اے بنی اسرائیل) مگر یہاں یہ لفظ "میثاق" کا مضاف الیہ ہو کر آیا ہے۔ اکثر مترجمین نے یہاں اس کا ترجمہ "بنی اسرائیل" ہی سے کیا ہے' اگرچہ اس کا لفظی ترجمہ "اسرائیل کے بیٹے/اسرائیل کی اولاد" ہو سکتا ہے۔

● اس طرح اس عبارت (واذ اخذنا میثاق بنی اسراء یل) کا لفظی ترجمہ بنتا ہے "اور جب ہم نے لیا عہد اسرائیل کے بیٹوں/کی اولاد/ کا" ---- جس کی سلیس اور بامحاورہ صورت کے لئے "کا" کی بجائے "سے" کے ساتھ ترجمہ کرنا ہو گا --- اور اس طرح میثاق کے مختلف معانی کے ساتھ ترجمہ کرتے ہوئے اس عبارت کے تراجم "ہم نے لیا قول/اقرار/قول قرار/پکا قول/عہد ---- بنی

اسرائیل سے" کی شکل میں کئے گئے ہیں۔ نیز اردو ترکیب میں "بنی اسرائیل سے" شروع میں اور فعل اور مفعول کا ترجمہ بعد میں لانا پڑتا ہے۔ بعض حضرات نے ترجمہ کے ساتھ بعض تفسیری اضافے کر دیئے ہیں مثلاً "بنی اسرائیل" (کے اگلے لوگوں) سے" یا مثلاً "(توریت) میں عہد لیا" وغیرہ --- جو ترجمہ کی حد سے تجاوز ہے۔

[لَاتَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ] اس جملے کے تمام کلمات پہلے بھی زیر بحث آچکے ہیں۔ مثلاً "لَاتَعْبُدُوْنَ" جو "ع ب د" مادہ سے فعل مجرد کا فعل مضارع منفی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اس کے فعل مجرد (عَبَد یعبُد = عبادت کرنا) کے باب' معنی اور استعمال کی وضاحت الفاتحہ : ۵ [۱:۴:۱ (۲)] میں کی جا چکی ہے۔ اسی طرح "لاتعبدون" کا لفظی ترجمہ تو ہے "تم عبادت نہیں کرو گے / کرتے ہو" مگر سیاق عبارت کی وجہ سے یہ یہاں مفہوم فعل نہی کا رکھتا ہے۔ اس پر ابھی کچھ بات ہو گی اور مزید وضاحت "الاعراب" میں آئے گی۔

"اِلَّا" جو حرف استثناء (بمعنی "مگر / سوا / بجز") ہے کے معنی و استعمال وغیرہ پہلی دفعہ البقرہ : ۹ [۲ : ۸ : ۱ (۳)] میں بیان ہوئے تھے اور اسم جلالت (اللّٰہ) تو اب کئی دفعہ آچکا ہے' البتہ اس کی لغوی بحث کے لئے چاہیں تو دیکھئے [۱ : ۱ : ۱ (۲)]

● یوں اس (زیر مطالعہ) عبارت کا لفظی ترجمہ تو بنتا ہے "تم عبادت نہیں کرو گے مگر اللہ کی" --- اس سے پہلے بنی اسرائیل سے "عہد" لینے کا ذکر ہے اور اس عہد کی شرائط آگے بیان ہو رہی ہیں جن میں پہلی شرط "توحید کا پابند رہنا" تھی جو یہاں ان الفاظ (لاتعبدون الا اللّٰہ) کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں "اخذ میثاق" (عہد لینا) کا جہاں جہاں ذکر آیا ہے اس کے بعد اس عہد کی تفصیل (یا بیان شرائط) (۱) یا تو بصورت فعل امر ہوا ہے۔ یعنی "عہد لیا کہ یوں کرو"۔ اس کی ایک مثال تو البقرہ : ۶۳ [۲ : ۴۱ : ۱] میں گزری تھی جہاں "واذ اخذنا میثاقکم..." (جب ہم نے تمہارا عہد لیا) کے بعد "خذوا" (پکڑو) آیا تھا اور (۲) کبھی "اخذ میثاق" "قسم لی / حلف لیا" کے مفہوم میں لے کر تفصیل کے لئے "لام تاکید برائے قسم" کے ساتھ مضارع کا صیغہ آتا ہے جیسے "واذ اخذ اللّٰہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب" (آل عمران : ۱۸۸) کے بعد "لَتُبَيِّنُنَّهٗ" آیا ہے (یعنی تم ضرور ہی اس کو واضح کر دو گے) --- (۳) اور کبھی لام تاکید و قسم کے بغیر یا امر و نہی کے بغیر سادہ صیغہ مضارع آتا ہے مگر اس میں مفہوم زور دار نہی یا تاکید کا ضرور ہوتا ہے یا یوں کہئے کہ "اخذ میثاق" کے ذکر کے بعد ایک "اَنْ" (یہ کہ) محذوف ہوتا ہے (اس لئے اگلا فعل منصوب تو نہیں ہوتا مگر مفہوم وہی رکھتا ہے) ---

● یہی وجہ ہے کہ یہاں بلحاظ مفہوم و سیاق عبارت "لا تعبدون" کا ترجمہ "لا تعبدوا" کی طرح کیا گیا ہے۔ اور اس میں بھی بعض نے تو سیدھا فعل نہی کی طرح ترجمہ کر دیا ہے یعنی "اللہ کے سوا 'کسی کو' نہ پوجو / عبادت نہ کرو" (یہاں ترجمہ میں "کسی کو" کیوں لایا گیا ہے اس پر "الاعراب" میں بات ہو گی) --- جب کہ "میثاق" کی شرط اور تاکید والے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے اردو محاورے کے مطابق بعض حضرات نے "عبادت نہ کرنا / عبادت مت کرنا / بندگی نہ کریو" سے ترجمہ کیا ہے جس میں نہی کے ساتھ تاکید والا مفہوم بھی موجود ہے۔ پھر زیادہ تر مترجمین نے تو اسم جلالت (اللہ) کے ساتھ ہی ترجمہ کیا ہے اگرچہ بعض نے اردو فارسی کا لفظ "خدا" بھی استعمال کر لیا ہے۔

۲ : ۵۱ : ۱(۱) [وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا] ابتدائی "وَ" عاطفہ (معنی "اور") ہے اور باء الجر (بِ) کا یہاں ترجمہ "کے ساتھ" ہو سکتا ہے۔ یہ (بِ) یہاں بطور صلۂ فعل ہے جس پر ابھی بات ہو گی (اِحْسَانًا کے ضمن میں)۔ نیا لفظ یہاں ایک تو "اَلْوَالِدَيْن" ہے جو لفظ "والد" کا تثنیہ مجرور ہے۔ اور "والد" کا مادہ "و ل د" اور وزن "فاعل" ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد "وَلَدَ... يَلِدُ (دراصل يَوْلِدُ) وِلادةً" (ضرب سے) آتا ہے اور اس کے بنیادی معنی ہیں : "... کو جننا (یعنی کسی بچے کو جنم دینا)"۔ اس فعل کا اصل فاعل تو عورت (یا کوئی مادہ جانور) ہوتا ہے اور اس کے لئے صیغۂ فعل اس سے مؤنث ہی آتا ہے مثلاً کہیں گے "ولدَتِ المرأةُ" (عورت نے جنا) اس لئے اس سے اسم الفاعل "وَالِدٌ" (بصیغہ مذکر بغیر تائے تانیث) ماں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ دراصل "جننے کا عمل" تو عورت (یا مادہ) سے مختص ہے۔ جیسے کہتے ہیں "امرأةٌ حاملٌ" (حمل والی عورت) اور "امرأةٌ حائضٌ" (حیض والی عورت) --- کیونکہ "ولادت" (جننا) کی طرح "حمل" (پیٹ میں بچہ اٹھانا) اور "حیض" (ماہواری خون آنا) عورت ہی سے خاص ہیں' تاہم ان (صفات) کے ساتھ عورت کے لئے تائے تانیث بھی استعمال ہوئی ہے مثلاً "وَالدةٌ"، "حاملةٌ" یا "حائضةٌ" بھی کہتے ہیں ---- اور بعض دفعہ یہ فعل (ولَدَ يلِد) کسی مذکر فاعل (یا اس کی ضمیر فاعل) کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد "باپ ہونا" ہوتا ہے' جیسے قرآن کریم میں کافروں اور مشرکوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے "لَيَقُوْلُوْنَ ولَدَ اللّٰهُ وَانهم لَكَاذِبُوْن" (الصافات : ۱۵۲) اسی طرح سورۃ الاخلاص میں فعل "لَمْ يَلِدْ" بصیغۂ مذکر آیا ہے (ان پر حسب موقع بات ہو گی۔ ان شاء اللہ) --- اسی لئے "باپ" کے لئے بھی صیغہ اسم الفاعل "وَالِدٌ" استعمال ہوتا ہے اور "والد" اور "والدة" دونوں کا تثنیہ (والدَان/والدَين) استعمال ہوتا ہے اور یہ تغلیب مذکر اس طرح ہے جیسے آپ کہیں "الرجلُ وَالمرأةُ

صالحان" (مرد اور عورت دونوں نیک ہیں) --- قرآن کریم میں یہ صیغہ تشنیہ "والدان" معرفہ نکرہ مفرد مرکب اور مختلف اعراب کے ساتھ بیس مقامات پر آیا ہے۔

● فعل "وَلَدَ یلِد" متعدی فعل ہے اور اس کا مفعول بنفسہٖ آتا ہے جیسے "وَلَدْنَهُمْ" (المجادلہ : ۲) میں ہے یعنی "ان عورتوں نے ان (مردوں) کو جنا" --- تاہم قرآن کریم میں زیادہ تر یہ فعل محذوف (غیر مذکور) مفعول کے ساتھ آیا ہے۔ اور فعل مجرد کے نو مختلف صیغوں کے علاوہ اس مادہ (ولد) سے مشتق اور ماخوذ متعدد کلمات (ولَدٌ' والِدٌ' ولید' مولود' اولاد وغیرہ) ۹۰ سے زیادہ مقامات پر آئے ہیں۔ دوسرا وضاحت طلب لفظ اس عبارت میں "اِحْسَانًا" ہے جس کا مادہ "ح س ن" اور وزن "اِفْعَالًا" ہے۔ گویا یہ اپنے مادہ سے باب افعال کا مصدر ہے۔ (یہاں اس کی نصب پر آگے "الاعراب" میں بات ہو گی) --- اس مادہ سے فعل مجرد کے باب و معنی کے علاوہ اس سے بابِ افعال (اَحْسَنَ یُحْسِنُ) کے معانی پر بھی البقرۃ : ۵۸ [۲ : ۳۷ : ۱ (۸)] میں بات ہوئی تھی۔ "اِحْسان" کے اصل معنی تو یہ ہیں "کوئی کام بہت اچھے طریقے پر کرنا"۔ مثلاً کہیں گے "اَحْسَنَ الوُضوءَ" (اس نے بہت اچھے طریقے سے وضو کیا) یا جیسے "فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ" (التغابن : ۳) میں ہے (یعنی تمہاری صورتیں بہت اچھی بنائیں) اگر اس فعل پر (مفعول سے پہلے) "بِ" (باء) یا "اِلٰی" کا صلہ آئے تو اس کا مطلب ہوتا ہے "... سے حسن سلوک کرنا" یا "... کے ساتھ بھلائی کرنا"۔ جیسے "قَدْ اَحْسَنَ بِیْ" (یوسف : ۱۰۰) اور "اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ" (القصص : ۷۷) میں ہے۔ (ان عبارات کے معنی وغیرہ کی حسب موقع وضاحت ہو گی ان شاء اللہ)

● یہاں جو "بالوالدین" پر باء الجر (بِ) آئی ہے اس کا تعلق اسی مصدر "احسان" (جو یہاں منصوب آیا ہے) کے ساتھ (صلہ کا) ہے۔ اس کی اعرابی ترکیب (جو ترجمہ کی بنیاد ہے) پر تو آگے "الاعراب" میں بات ہو گی' یہاں سردست ہم ترجمہ کئے دیتے ہیں۔ اس عبارت (وبالوالدین احسانًا) کا لفظی ترجمہ تو بنتا ہے "اور ساتھ ماں باپ کے حسن سلوک کرنا" (ہو گا)۔ اسی کو مختلف مترجمین نے "ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا/ نیک سلوک کرنا/اچھی طرح خدمت گزاری کرنا/حسن سلوک سے پیش آنا/بھلائی کرتے رہنا" کی صورت میں تراجم کئے ہیں۔ ان تمام تراجم میں فعل امر اور تاکید کا مفہوم موجود ہے (بلکہ بعض نے ترجمہ ہی "سلوک کرو" سے کر دیا ہے)۔ یہ "احسان کرنا" (مصدر) میں "کرنا ہو گا/کرتے رہنا" (فعل امر) کا مفہوم کیسے پیدا ہوا ہے' اس پر آگے "الاعراب" میں بات ہو گی۔

۲ : ۵۱ : ۱(۲) [وَذِي الْقُرْبٰى] "وَ" تو عاطفہ "بمعنی "اور" ہے اور "ذی القربٰی" جو

"ذِی" اور "القربٰی" کا مرکب ہے' اس کے دونوں حصوں پر الگ الگ بحث کرنا ضروری ہے۔

(ا) "ذِی" (جس کا اردو ترجمہ "... والا" ہے) "ذو" کی مجرور صورت ہے (جو "بالوالدین" کی باء الجر پر عطف کے باعث مجرور ہے --- اور "ذُو" اسمائے سِتہ مکبّرہ میں سے ایک اسم ہے۔ یہ اسماء "ذُو (والا)' اَبٌ (باپ)' اَخٌ (بھائی)' فَمٌ (منہ)' حَمٌ (سسر) اور هَنٌ (بری چیز)" ہیں۔ ان میں سے آخری دو تو قرآن میں کہیں استعمال نہیں ہوئے' پہلے چار مختلف حالتوں میں مختلف مقامات پر استعمال ہوئے ہیں۔ ان "اسماء ستہ مکبّرہ" (چھ بڑے کئے ہوئے اسماء) کا مشترکہ قاعدہ تو یہ ہے کہ یہ اسماء جب مضاف ہو کر آئیں تو رفع میں ان کے آخر پر "و" نصب میں الف (ا) اور جر میں "ی" بڑھا دی جاتی ہے (اور اسی اضافہ کی وجہ سے یہ "مکبرہ" کہلاتے ہیں) سوائے "ذُو" کے کہ اس کے آخر پر پہلے ہی "واو" ہے' البتہ نصب اور جر میں "ذ" کے بعد علی الترتیب (ا) اور (ی) کا اضافہ ہوتا ہے۔ باقی اسماء پر تو حسب موقع بات ہو گی' یہاں اس "ذُو" کے طریق استعمال کی وضاحت کی جاتی ہے۔

● اس لفظ (ذو) کی مذکر مونث کے لئے مختلف صورتیں ہیں (والا ـ والی کے معنی میں) پھر ہر ایک کے تثنیہ اور جمع کی الگ صورتیں (والے ـ والیاں کے معنی میں) ہیں اور اسماء کی طرح ہر ایک (واحد تثنیہ جمع ـ مذکر مؤنث) کی رفع نصب جر میں الگ الگ شکل ہوتی ہے۔ یعنی اس (ذُو) کی اپنی اعرابی گردان ہے جو اس کی تمام صورتوں کو سمجھنے کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

	مذکر کی صورتیں			مؤنث کی صورتیں		
	رفع	نصب	جر	رفع	نصب	جر
واحد	ذُو...	ذَا...	ذِی...	ذَاتُ...	ذَاتَ...	ذَاتِ...
تثنیہ	ذَوَا...	ذَوَیْ...	ذَوَیْ...	ذَاتَا...	ذَاتَیْ...	ذَاتَیْ...
" (دوسری صورت)	ذَوَا	ذَوَیْ	ذَوَیْ	ذَوَاتَا...	ذَوَاتَیْ...	ذَوَاتَیْ...
جمع	ذَوُوْ...	ذَوِیْ...	ذَوِیْ...	ذَوَاتُ...	ذَوَاتِ...	ذَوَاتِ...
" (دوسری صورت)	اُولُوْ...	اُولِیْ...	اُولِیْ...	اُولَاتُ...	اُولَاتِ...	اُولَاتِ...

● ان اسماء کے بارے میں حسب ذیل امور نوٹ کر لیجئے :۔

① یہ تمام اسماء (یا "ذُو" کی مختلف شکلیں) ہمیشہ مضاف ہو کر ہی استعمال ہوتی ہیں۔ اوپر ہر ایک کے بعد جو نقطے (...) ڈالے گئے ہیں اس کا مطلب یہی ہے کہ ان کے بعد ایک مضاف الیہ ضرور آتا ہے۔

② ان کا مضاف الیہ ہمیشہ کوئی اسم ظاہر ہوتا ہے یعنی یہ کسی ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتے۔ ان

کا اردو ترجمہ حسب موقع "...والا'...والے'...والیاں" سے کیا جائے گا۔

③ آپ نے دیکھا کہ تثنیہ مؤنث کے لئے دو مختلف صورتیں استعمال ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں مؤنث کی صرف دوسری صورت کا ایک ہی لفظ (بحالتِ رفع) "ذَوَاتَا" استعمال ہوا ہے۔ تثنیہ مؤنث کی پہلی صورت قرآن میں کہیں استعمال نہیں ہوئی۔

④ جمع میں مذکر مؤنث دونوں کے لئے دو دو صورتیں آئی ہیں۔ قرآن کریم میں زیادہ تر دوسری صورت (اولو' اولات والی) استعمال ہوئی ہے۔

⑤ "اولو...' اولی ...وغیرہ" میں ابتدائی ہمزہ (بصورت الف) کے بعد جو "و" ہے وہ تلفظ میں نہیں آتی مگر لکھی ضرور جاتی ہے (اُولٰئِکَ کی طرح) اور یہ زائد "واو" رسم قرآنی اور رسم املائی دونوں میں لکھی ضرور جاتی ہے (اگرچہ پڑھی نہیں جاتی)

⑥ "ذُو" کی اس گردان کے مختلف کلمات ذہن نشین کر لیں' کیونکہ ان میں سے بیشتر صورتیں قرآن کریم میں ہمارے سامنے آئیں گی۔ اب ہم اس ترکیب (ذِی القربٰی) کے دوسرے لفظ "القربٰی" کو لیتے ہیں۔

(۲) "الـقُـرْبٰـی" کا مادہ "ق ر ب" اور وزن (لام تعریف نکال کر) "فُعْلٰی" ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد (قَرُبَ یَقرُبُ = قریب ہونا۔ قریب جانا) کے ابواب اور معنی و استعمال کی تشریح البقرہ : ۳۵ [۲ : ۲۶ : ۱ (۸)] میں کی جاچکی ہے۔

● یہ لفظ (قُرْبٰی) اس مادہ سے افعل التفضیل (اَقْرَبُ) کا صیغہ مؤنث ہے جس کا ترجمہ تو بنتا ہے "بہت زیادہ قریب (کوئی مونث) چیز"... تاہم عربی میں یہ لفظ "قرابت" (قریب کی رشتہ داری) کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "قَرابۃ" بھی اس معنی کے لئے عربی لفظ ہے (جو "قرابت" کی املاء کے ساتھ اردو میں مستعمل ہے) تاہم یہ لفظ (قَرابۃ) قرآن کریم میں نہیں آیا۔ البتہ اس کے دو ہم معنی لفظ "قُربٰی" اور "مَقْرَبَۃ" قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔

● اس طرح "ذِی الْقُربٰی" کا ترجمہ ہوا "قرابت / قریبی رشتہ داری والا"۔ جس کا سادہ بامحاورہ ترجمہ "رشتہ دار" بھی ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس ترکیب (ذی القربی) کا تعلق گزشتہ عبارت کے "اِحسانًا" (بھلائی کرتے رہنا) سے ہے اس لئے مختلف مترجمین نے یہاں "ذِی القربٰی" کا ترجمہ "قرابت والے سے" کیا ہے اور بیشتر نے بصورتِ جمع "قرابت داروں سے / کنبہ والوں سے / رشتے داروں سے / اہل قرابت کی بھی / ناتے رشتے والوں سے" کے ساتھ ترجمہ کیا ہے جو مفہوم اور محاورے کے لحاظ سے ہی درست ہے ورنہ اصل عبارت میں صیغہ جمع (مثلاً ذَوِی

القربٰی یا اُولِی القربٰی)تو نہیں آیا بلکہ واحد (ذِی) ہی ہے۔

۲ : ۵۱ : ۱(۳) [وَالْيَتَامٰى] "و"(اور) کے بعد لفظ "الیتامٰی" ہے (جو یہاں سمجھانے کے لئے رسم املائی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے رسم عثمانی پر آگے بات ہو گی) اس لفظ (الیتامٰی) کا مادہ "ی ت م" اور وزن اصلی (لام تعریف نکال کر) "فَعَالٰی" ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد "یَتِمَ یَیْتَمُ یُتْمًا" (ضرب، سمع اور کرم سے) استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی ہیں : کسی بچے کا باپ مرجانا۔ یعنی "یتیم" ہو جانا۔ "یَتِیْمٌ" (بروزن فَعِیلٌ) خالص عربی لفظ ہے جو اردو میں متعارف اور متداول ہے۔ اس کی جمع مکسر "اَیْتَام" بھی آتی ہے (مگر یہ قرآن میں استعمال نہیں ہوئی) اور "یَتَامٰی" بھی، جو قرآن کریم کے اندر معرف باللام شکل میں ۱۴ جگہ آئی ہے۔ اور اس کا واحد "یَتِیم" بھی بصورت نکرہ قرآن میں بصورت معرفہ نکرہ آٹھ جگہ آیا ہے اور ایک جگہ اس کا تثنیہ "یَتِیمَیْن" بھی آیا ہے --- عربی زبان میں تو اس مادہ "یتم" سے مجرد کے علاوہ بعض مزید فیہ ابواب سے بھی افعال مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں تاہم قرآن میں اس مادہ سے کسی قسم کے فعل کا کوئی صیغہ کہیں نہیں آیا۔

● "یَتُمَ" کے بنیادی معنی "اکیلا رہ جانا" ہے۔ اسی لئے عربی میں ایسے موتی کو جس کے ساتھ کا (اس جیسا) اور کوئی موتی نہ ہو "دُرٌّ یتیمٌ" یا ایسا ایک ہی ہونے کی وجہ سے "دُرَّۃٌ یتیمۃٌ" کہتے ہیں (اس میں تائے وحدت ہے) انسانوں میں سے عربی میں اس چھوٹے بچے کو یتیم کہتے ہیں جس کا باپ مرگیا ہو ---- مگر حیوانات میں اسے "یتیم" کہا جاتا ہے جس کی ماں مرگئی ہو (اور "یتیم" مذکر و مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے) ---- اور انسانوں میں بھی "یتیم" چھوٹی عمر کا ہی کہلاتا ہے۔ بالغ ہو جانے کے بعد کسی "مرے ہوئے باپ والے" کو یتیم نہیں کہا جاتا۔

● زیر مطالعہ عبارت میں "والیتامٰی" کا تعلق بھی "اِحسانًا" سے ہے اس لئے اس کا ترجمہ بھی "یتیموں / بے باپ کے بچوں سے بھی" کیا گیا ہے۔ "بھی" کا لفظ اردو محاورے کے مطابق واوِ عاطفہ کی تکرار کے لئے لایا گیا ہے۔

۲ : ۵۱ : ۱(۴) [وَالْمَسَاكِيْنِ] یہاں بھی فرق سمجھانے کے لئے "المساکین" کو عام رسم املائی کے مطابق لکھا گیا ہے۔ رسم عثمانی پر الگ "الرسم" میں بات ہو گی۔ "اَلْمَسَاكِيْنُ" کا مادہ "س ک ن" اور وزن (لام تعریف کے بغیر) "مَفَاعِیْلُ" ہے جو منتہی الجموع (آخری درجے کی جمع) کا ایک وزن ہے۔ تمام منتہی الجموع وزن غیر منصرف ہوتے ہیں۔ "مَسَاكِيْن" کا واحد "مِسْكِيْنٌ" (بروزن "مِفْعِيْلٌ") ہے (جو معرب ہے)۔ اس مادہ (س

ک ن) سے فعل مجرد (سَکَنَ یسکُنُ = ٹھہرنا۔ ٹھہر جانا) کے باب و معنی وغیرہ البقرہ : ۳۵ [۲ : ۲۶ : ۱ (ا)] میں بیان ہو چکے ہیں۔

● عربی زبان کے دو لفظ "مِسْکِین" اور "فَقِیر" ایسے ہیں جو "نادار' غریب' محتاج' مفلس' تنگ دست" کے اصل عربی معنوں کے ساتھ اردو میں بھی عام مستعمل ہیں۔ اور یہ لفظ (یا ان کی جمع "مساکین اور فقراء") قرآن و حدیث اور عربی ادب میں بکثرت وارد ہوئے ہیں (لفظ "مِسکین" واحد جمع معرفہ نکرہ مختلف صورتوں میں قرآن کریم کے اندر ۲۳ جگہ اور لفظ "فَقِیر" اسی طرح (واحد جمع معرفہ نکرہ) ۱۲ جگہ آیا ہے)۔ اس لئے عربی کی بڑی معاجم (ڈکشنریوں) اور تفاسیر میں بھی یہ بحث بعض دفعہ کئی کئی صفحات میں کی گئی ہے کہ مالی لحاظ سے (اور بعض دفعہ سماجی لحاظ سے بھی) کس کی حالت' دوسرے سے "بہتر" اور کس کی "بدتر" ہوتی ہے؟ فقیر کی یا مسکین کی؟۔ اور پھر ہر ایک نقطۂ نظر کی تائید میں قرآن' حدیث اور اشعار و اقوالِ عرب سے دلائل لانے اور دلائل کو رد کرنے پر بہت سا مواد جمع کر دیا گیا ہے۔ [۱]

● بعض کے نزدیک "فقیر" وہ ہے جو بالکل نادار ہو اور اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور "مسکین" وہ ہے جس کے پاس کچھ مال تو ہو (یا کوئی ذریعۂ معاش تو ہو) مگر اس کے ضروری اخراجات کے لئے بھی کافی نہ ہو --- اور بعض نے ان کی تعریف اس کے برعکس کی ہے۔ اس بات پر البتہ اتفاق ہے کہ لغوی اصل کے لحاظ سے "مسکین" میں عاجزی' تواضع اور انکسار کا مفہوم زیادہ ہے اور "فقیر" میں حاجت مندی اور ناداری کا مفہوم زیادہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "فقر" یعنی مفلسی سے پناہ مانگی ہے اور "مسکین" رہنے اور مسکینوں میں شامل رہنے کی دعا فرمائی ہے۔ اور اس میں "مسکین" سے مراد متواضع اور غیر متکبر آدمی ہے۔

● اس طرح زیر مطالعہ عبارت میں "وَالْمَسَاکِین" کا ترجمہ "اور فقیروں' محتاجوں' مسکینوں اور غریبوں" (سے بھی حسن سلوک کرنا) کی صورت میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ اردو میں "مسکین" اور "فقیر" قریباً مترادف لفظ سمجھے جاتے ہیں۔ اور عربی والی "باریک بینی" سے محفوظ ہیں۔

[وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا] یہ بھی ایک پورا جملہ ہے جو "وَ" (اور) + "قُوْلُوْا" (تم کہو) + "لِلنَّاسِ" (لِ + النَّاس = لوگوں سے) + "حُسْنًا" (خوبصورتی) پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کلمات (ماسوائے "حُسْنًا" کے) پہلے گزر چکے ہیں مثلاً

---

[۱] مثلاً چاہیں تو دیکھئے لسان العرب (مادہ "سکن") اور Lane's Lexicon یعنی "مدالقاموس" (مادہ "سکن" میں سب سے آخری بحث) ج ۴ ص ۱۳۹۵

① "وَ" کی اقسام و معانی کے لئے دیکھئے [۱ : ۴ : ۱ (۳)] اور [۲ : ۷ : ۱ (۱)]

② "قُولُوا" جس کا مادہ "ق و ل" اور وزن اصلی "اُفْعُلُوْا" ہے کے فعل' اس کے باب و معنی اور خود اس لفظ "قُولُوا" کی لغوی و صرفی تشریح [۲ : ۳۷ : ۱ (۳)] میں گزر چکی ہے۔

③ "لِلنَّاسِ" کالام الجر (لِ) دراصل فعل "قَالَ يَقُولُ" (کہنا) کا صلہ ہے اور لفظ "النَّاس" (لوگوں) کے مادہ کے بارے میں مختلف اقوال اور ہر ایک کے معانی وغیرہ پر مفصل بحث البقرہ : [۲ : ۷ : ۱ (۳)] میں دیکھئے۔

④ "حُسْنًا" جو "ح س ن" مادہ سے مشتق اسم (بروزنِ "فُعْلٌ") ہے' کے معنی تو ہیں "خوبصورتی۔ خوبی"۔ مگر یہاں مراد ہے خوبصورت بات' اچھی بات' اس مادہ (حسن) سے فعل مجرد کے استعمال پر البقرہ : ۵۸ [۲ : ۳۷ : ۱ (۸)] میں بات ہو چکی ہے۔

● یہاں اس عبارت کے تراجم "اور کہو' کہیو' کہنا' بات کرنا' بات کرو / لوگوں سے' سب لوگوں کو' عام لوگوں سے / بھلائی' نیک بات' بات اچھی طرح' اچھی بات' نرمی' خوش خلقی کی اور اچھی باتیں"--- کی صورت میں کئے گئے ہیں۔ تاکید کا مفہوم (کہیو / کہنا میں) تو "شرائطِ میثاق" سے پیدا ہوا ہے جس پر پہلے "لَا تَعْبُدُونَ" میں بات ہوئی ہے۔ "لوگوں" کے "ساتھ" "سب" اور "عام" کا اضافہ معرف باللام جمع (الناس) کی وجہ سے ہے --- یہاں "حُسْنًا" منصوب کیوں ہے؟ اور اس میں "نیک بات / اچھی بات وغیرہ" کا مفہوم کیسے پیدا ہوا ہے؟ اس پر آگے حصہ "الاعراب" میں بات ہو گی۔

[وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ] یہ دونوں جملے بعینہٖ اسی طرح البقرہ : ۴۳ [۲ : ۲۹ : ۱] میں گزر چکے ہیں۔ اور ان کے تراجم و لغوی تشریح بھی وہاں ہوئی تھی۔ اگر بات ذہن سے اتر گئی ہو تو صرف یاد دہانی کے لئے ہر ایک کلمہ کا الگ الگ مختصراً گزشتہ حوالہ لکھے دیتے ہیں۔

① "اَقِيْمُوا" کا مادہ "ق و م" اور وزن "اَفْعِلُوا" ہے جو باب افعال سے فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے بمعنی "تم قائم کرو" دیکھئے البقرۃ : ۳ [۲ : ۲ : ۱ (۳)]

② "الصَّلٰوة" مادہ "ص ل و" اور وزن اصلی "فَعَلَة" ہے۔ دیکھئے [۲ : ۲ : ۱ (۴)] میں

③ "وَاٰتُوا" جو "ا ت ی" مادہ سے باب افعال کا فعل امر بروزن "اَفْعِلُوا" ہے بمعنی "دو / ادا کرو" اور

④ "الزَّكٰوة" جو "ز ک و" سے بروزن "فَعَلَة" ہے۔ ان دونوں کلمات "آتوا اور الزکٰوۃ" کی مکمل لغوی تشریح کے لئے دیکھئے البقرۃ : ۴۳ [۲ : ۹ : ۱ (۴-۵)]

● یہاں بھی ابتدائے آیت کے "اخذ میثاق" (عہد لینا' والے مفہوم کی بنا پر فعل امر کے ان صیغوں کا ترجمہ "تاکید" کے الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے یعنی

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" کا ترجمہ "قائم رکھو نماز کو/پابندی رکھنا نماز کی/درست کیجئو نماز/درستی سے نماز ادا کرنا/نماز قائم رکھنا" کی صورت میں کیا گیا ہے۔ ان سب تراجم میں میثاق والی تاکید کے علاوہ فعل "اقام یُقِیْمُ" کے معنوی تقاضے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح "الزکٰوۃ" کا ترجمہ "زکٰوۃ" ہی سے کرتے ہوئے "وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ" کے تراجم "زکٰوۃ دو/نکالو/دیتے رہیو/ادا کرتے رہو/ادا کرتے رہنا" کی صورت میں کئے ہیں۔ مفہوم قریباً یکساں ہے۔ اور بعض نے اردو محاورے کی خاطر ساری عبادت کا اکٹھا ترجمہ "اور نماز پڑھتے اور زکٰوۃ دیتے رہنا" سے کیا ہے۔

[ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ] اس جملے کے بھی تمام کلمات کی لغوی تشریح پہلے ہو چکی ہے اور ابتدائی حصہ "ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ" اسی طرح البقرۃ : ۶۴[۲ : ۴۱ : ۱ (۴)] میں بھی آیا تھا۔ ہم یہاں تمام کلمات کا صرف ترجمہ الگ الگ لکھ کر ساتھ لغوی تشریح کا گزشتہ حوالہ لکھ دیتے ہیں۔ چاہیں تو وہاں دیکھ لیں۔

① "ثُمَّ" (پھر/اس کے بعد) کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے البقرہ : ۲۸[۲ : ۲۰ : ۱ (۴)]

② "تَوَلَّیْتُمْ" جو "ول ی" مادہ سے بلحاظ وزن "تَفَعَّلْتُمْ" ہے یعنی باب تفعل کا فعل ماضی صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد اور باب تفعل کے فعل (تَوَلّٰی یَتَوَلّٰی) کے معانی وغیرہ البقرہ : ۶۴[۲ : ۴۱ : ۱ (۴)] میں دیکھئے۔ "تَوَلَّیْتُمْ" کا ایک ترجمہ "تم پھر گئے" بنتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔

③ "اِلَّا" (پھر/مگر/سوا) کے معانی و طریق استعمال کے لئے دیکھئے البقرہ : ۹[۲ : ۸ : ۱ (۳)]

④ "قَلِیْلًا" (تھوڑا/بہت کم) جو "ق ل ل" مادہ سے بروزن "فَعِیْلٌ" اسم صفت ہے' کی لغوی تشریح البقرہ : ۴۱[۲ : ۲۸ : ۱ (۱۲)] میں "ثَمَنًا قَلِیْلًا" کے ضمن میں دیکھئے۔

⑤ "مِنْکُمْ" (تم میں سے) جو "مِن + کُم" ہے۔ "مِن" کے معانی کے لئے دیکھئے البقرہ : ۱۳ [۲ : ۲ : ۱ (۵)]

● اس طرح اس زیر مطالعہ عبارت کا لفظی ترجمہ بنتا ہے "پھر تم سب پھر گئے مگر تھوڑے تم میں سے"۔ پھر بامحاورہ ترجمہ کے لئے ابتدائی حصے کا ترجمہ تو سب نے "پھر تم پھر گئے/پھر بیٹھے" ہی سے کیا ہے' البتہ "اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ" کا ترجمہ کئی صورتوں میں کیا گیا ہے' مثلاً "مگر تھوڑے تم میں سے/مگر تھوڑے سے تم میں/بجز معدودے چند کے/تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا (باقی

سب)/مگر تم میں کے تھوڑے/سوائے تھوڑے سے آدمیوں کے/مگر تھوڑے/تو چند شخصوں کے سوا/بجز تم میں سے معدودے چند کے" کی صورت میں۔ ان تراجم میں بعض نے تو اس (اِلَّا قَلِیلاً مِنکُم) کا ترجمہ فقرے کی عربی ترتیب کے مطابق "ثُمَّ توَلَّیتُم" کے بعد کیا ہے اور بعض نے فقرے کی اردو ساخت کے مطابق اس حصے (اِلَّا قَلِیلاً مِّنکُم) کا ترجمہ شروع میں کیا ہے۔ بعض اردو تراجم اصل عربی سے بھی بھاری بھرکم ہیں (مثلاً "بجز معدودے چند" والا)۔ پھر بعض نے عربی کے "تَوَلَّیتُم" اور "مِنکُم" میں دو دفعہ آنے والی ضمیر کا ترجمہ دو دفعہ "تم" سے کیا ہے اور بعض نے اردو محاورے کے مطابق ایسے موقع پر صرف ایک "تم" کا استعمال کافی سمجھا ہے۔

۲ : ۵۱ : ۱ (۵) [وَاَنتُم مُّعرِضُونَ] یہ بھی ایک جملہ ہی ہے جس کی ابتدائی "وَ" حالیہ (بمعنی حالانکہ) ہے' اگرچہ اس کا عام اردو ترجمہ "اور" سے ہی کر دیا جاتا ہے' تاہم مفہوم "اور حال تو یہ ہے کہ" کا ہی ہوتا ہے۔ ضمیر مرفوع منفصل "اَنتُم" کا اردو ترجمہ "تم" ہے مگر اس سے پہلے (پچھلے جملے میں) دو دفعہ "تم" آ چکا ہے ("تَوَلَّیتُم" کی ضمیر فاعلین اور "مِنکُم" کی ضمیر مجرور کی صورت میں) اس لئے اس "تم" کی تکرار کی بناء پر یہاں "اَنتُم" کا بامحاورہ ترجمہ تاکید کے مفہوم کے ساتھ "تم تو ہو ہی/تم کچھ ہی ہو/تم ہی ہو" کی صورت میں کیا ہے اور بعض نے "وَاَنتُم" کا ترجمہ ہی "اور تمہاری تو معمولی عادت ہے" سے کیا ہے جو صاف ظاہر ہے کہ ترجمہ (اور عبارت) کی حد سے تجاوز ہے' چاہے محاورہ اور مفہوم کے لحاظ سے درست بھی سمجھا جائے۔

● "مُعرِضُونَ" کا مادہ "ع ر ض" اور وزن "مُفعِلُونَ" ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد (عَرَضَ یَعرِضُ = پیش کرنا۔ سامنے لانا) کی وضاحت البقرہ : ۳۱ [۲ : ۲۳ : ۱ (۴)] میں کی جا چکی ہے۔ یہ کلمہ (مُعرِضُونَ) اس مادہ سے باب افعال کا اسم الفاعل (صیغہ جمع مذکر سالم) ہے۔ اس باب سے فعل "اَعرَضَ ... یُعرِضُ اِعرَاضًا" بطور فعل لازم و متعدی مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً (۱) نمودار ہونا۔ ظاہر ہو جانا۔ جیسے اَعرَضَ الشَّیءُ (چیز ظاہر ہوئی) (۲) چوڑا (بڑے عرض والا) ہونا جیسے "اَعرَضَ الثَّوبُ" (کپڑا بڑے عرض والا تھا) (۳) "فِی" کے صلہ کے ساتھ یہ "کسی چیز کی لمبائی چوڑائی سے واقف ہونا" کے معنی دیتا ہے جیسے "اَعرَضَ فِی العِلمِ" (علم کی وسعت سے آگاہ ہوا)۔ (۴) بطور فعل متعدی اس کے معنی "... کو چوڑا (عرض والا) کرنا" ہوتے ہیں جیسے "اَعرَضَ الشَّیءَ" (اس نے چیز کو چوڑا کر دیا)۔ (۵) اور "عَن" کے صلہ کے ساتھ اس کے معنی ہوتے ہیں "... سے منہ پھیر لینا/.. پر متوجہ نہ ہونا/... سے روگردان ہونا/... سے بے پرواہ ہونا/.. پر دھیان نہ دینا" .... جیسے "مَن اَعرَضَ عَن ذِکرِی" (طٰہٰ : ۱۲۴) یعنی "جس نے میری یاد

سے منہ پھیر لیا" میں ہے۔ تاہم قرآن کریم میں یہ فعل صرف آخری معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔ باقی (مذکورہ بالا چار) معانی کے لئے یہ فعل قرآن میں کہیں نہیں آیا۔

● ان (منہ پھیر لینا والے) معنی کے لئے اس فعل (اَعْرَضَ یُعْرِضُ) سے مختلف صیغہ ہائے فعل قرآن میں ۳۲ جگہ آئے ہیں۔ ان میں سے ۲۳ جگہ تو اس کے ساتھ مفعول (جس سے منہ پھیرا جائے) کا ذکر "عَنْ" کے صلہ کے ساتھ آیا ہے' باقی نو مقامات پر یہ صلہ استعمال نہیں ہوا مگر سیاقِ عبارت سے سمجھا جا سکتا ہے کہ کس چیز سے منہ پھیر لینے کا ذکر ہے۔ صیغہ ہائے فعل کے علاوہ دو جگہ اس فعل کا مصدر "اِعْرَاض" بھی (عَنْ کے بغیر ہی) استعمال ہوا ہے اور اس سے اسم الفاعل "مُعْرِضٌ" کی صرف جمع سالم مذکر "مُعْرِضُون" ہی مختلف اعرابی حالتوں میں (مرفوع یا منصوب) ۱۹ جگہ استعمال ہوئی ہے اور اس کے ساتھ بھی ۱۲ جگہ تو "عَنْ" آیا ہے باقی جگہ محذوف مگر مفہوم ہے (یعنی سمجھا جا سکتا ہے)۔

● یہاں زیر مطالعہ عبارت میں بھی "مُعْرِضُونَ" عَنْ کے بغیر ہی آیا ہے' تاہم سیاقِ عبارت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں اسی "میثاق" (عہد) سے منہ موڑنے والوں کی بات ہو رہی ہے۔ بیشتر مترجمین نے "وَاَنْتُمْ مُعْرِضُونَ" کا ترجمہ "عَنْ" کے نہ ہونے کی بجاء پر (... سے منہ پھیرنا) کی بجائے صرف "پھر جانا" سے ہی کر دیا ہے یعنی "تم ہو ہی پھرنے والے / ہو ہی تم لوگ پھرنے والے" کی صورت میں ("ہو ہی" لانے کی وجہ اوپر بیان ہوئی ہے) بعض نے ("پھر جانا" کی بجائے دوسرے الفاظ کے ساتھ ترجمہ "تم کو دھیان نہیں / تم بے پروا ہو / تم روگردان ہو / تم ہی ہو گردن کش" کی صورت میں کیا ہے۔ صرف ایک آدھ نے "منہ پھیرنے والے" سے ترجمہ کیا ہے جب کہ بعض نے "منہ پھیر کر پھر بیٹھے" کی صورت میں اسم کی بجائے فعل سے ترجمہ کر دیا ہے' جس کی کوئی مجبوری نہیں تھی۔ ایسے موقع پر جملہ اسمیہ جس میں خبر کوئی اسم صفت ہو (جیسے یہاں "مُعْرِضُونَ" کی بجائے خبر "مُعْرِضُونَ" ہے) یہ کسی مستقل عادت کے بیان کے لئے آتا ہے۔ اسی لئے بعض مترجمین نے اس مفہوم کی وضاحت کے لئے ترجمہ ہی "تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا" کی صورت میں کر دیا ہے جو ترجے کی حدود سے بہرحال تجاوز ہے' چاہے مفہوم درست ہی سہی۔ بہرحال ان ترجموں میں سے بہترین ترجمہ "تم تو ہو ہی پھر جانے والے" ہے جس میں عادت کا مفہوم بھی ہے اور مخاطب ضمیروں کی تکرار کے لئے "ہی" کا بامحاورہ استعمال بھی ہے۔

(جاری ہے)

The spirit of Islamic revivalism and the aspiration to establish the ideal Islamic system, as generated by the Jamaat-e-Islami, has influenced a considerable section of Muslim youth in the Indo-Pakistan subcontinent. Simultaneously, the same spirit – initiated by Hassan Al-Banna when he established the Muslim Brotherhood in 1928 – has been active throughout most of the Arab world. Although the widespread impact produced by these movements is beyond dispute, it must be realized that lack of a unanimous policy in relation to the all important matter of methodology has been responsible for the creation of a number of divisions among them, leading to the formation of various smaller parties and organizations. For example, though the Muslim Brotherhood in Egypt and Jordan has, in general, taken the path of peaceful social and political struggle, some of its dissatisfied offshoots have adopted violent or even terrorist methods for achieving the same objective.

However, such radical organizations, along with the enthusiasm of other non-violent but nevertheless revolutionary groups, have succeeded in bringing the goal of Islamic Resurgence a bit closer to reality – at least in the eyes of the West. The whole phenomenon has produced a sense of shock and alarm among the Western powers and their "Muslim" stooges, despite the fact that the actual achievements of parties like Takfir-wal-Hijra, Al-Jehad, Islamic Tendency Society, Jamaa Islamia, Hizb ut-Tahrir, and Islamic Salvation Front, are as yet far from the establishment of an Islamic state. One can have a number of disagreements with each of these organizations, but it has to be admitted that these movements represent, as a whole, the revivalist aspirations of the Muslim Ummah, and have become a force that has to be recognized at the international level. The role of the revolution in Iran and the rise of Shei'te fundamentalism is also significant in this respect.

To Be Continued

a certain point in its history the Al-Ikhwan Al-Muslimun or the "Muslim Brotherhood" of Egypt had become the focus of all revivalist aspirations due to its unprecedented fervor and influence, the fact remains that the real superiority in this field too -- belongs to the Indian subcontinent.

The first person to invite the Muslims towards the struggle for Islamic revival in the Indian subcontinent was late Abul Kalam Azad (1888-1958), who, during the early part of the present century, called for the establishment of "God's Kingdom" through his pioneering magazines *Al-Hilal* and *Al-Balahg*, and, in order to reach that goal, formed a group known as "*Hizbullah*". His ability to motivate the audience through a unique style of writing and oratory, which was especially prominent during the Khilafat Movement, made him a well-known public figure throughout the subcontinent, and his own sincerity and enthusiasm conquered the hearts of millions of Indian Muslims. If it were not for the opposition and obstructions created by some of the traditional scholars, he would have been selected as the all-powerful *Imamul Hind* during the early '20s. Disillusioned and frustrated by the lukewarm response from the religious establishment, Abul Kalam gave up his mission altogether, and, from then onwards, dedicated his life to the nationalist politics of India, until his death in 1958.

The echoes of his vehement and vociferous clarion call to the Qur'an and Jihad continued to reverberate in the four corners of Muslim India. Like the second runner in a relay race, another unconventional and courageous young man appeared on the scene with the firm resolve to continue the mission that was forsaken by Maulana Abul Kalam. He worked alone for nearly seven years as a journalist, presenting a methodology for the establishment of "God's Kingdom" and the revival of Islam as a complete way of life. He then worked for sometime at "Darul Islam" -- an Islamic research academy created by Chaudhry Niaz Ali Khan, a devotee of Alma Iqbal. He finally laid the foundation of his own party, Jamaat-e-Islami, in 1941, and started an organized movement. This young man was, of course, none other than Maulana Sayyad Abul Ala Mawdudi (1903-1979).

influenced by Tablighi Jamaat are, in general, simple folks or those who are untouched by the atheistic and materialistic philosophies of the West, and who already have a dormant inclination towards religious and moral virtue. Despite this limitation, the movement of Tablighi Jamaat certainly occupies an important position within the larger process of Islamic Renaissance, in relation to its effort for the regeneration of faith among the masses.

IslamicResurgence

We are definitely indebted to the arduous and often unrewarded efforts by our Ulama, as they have succeeded in keeping the structure of traditional beliefs and rituals intact during the extremely unfavorable period of Western colonialism. However, the most significant aspect of the process of our revival concerns an entirely different type of response to the decline of Muslims. The forerunners in the revivalist movement are all those organizations and groups which were created with this very purpose in mind, i.e., to re-awaken the Ummah and to re-establish the domination of Islam. Such groups and parties have categorically rejected the prevalent responses to Westernization · either withdrawing in the shells of tradition, or blindly accepting whatever arrives from the West. Instead, they have emphasized, again and again, that Islam is not merely a collection of dogma, rituals, and customs, as are other religions, but that it is the God-given *Deen*, i.e., a complete way of life encompassing the whole spectrum of human activity, including its social, cultural, legal, economic, and political aspects. And, most importantly, like all other ways of life, Islam demands its complete and total ascendancy, and the struggle to establish that ascendancy is the duty of every Muslim

For a number of centuries, India and Egypt have held the distinction of being the two most prominent centers of culture and learning in the Muslim world. It is hardly surprising, therefore, that the two major revivalist movements of the twentieth century *Jamaat-e-Islami* and *Al-Ikhwan Al-Muslimun* — rose from the Indian subcontinent and Egypt, respectively. Although at

touch with developments in contemporary philosophical, social, and scientific thought. Imam Ghazzali (1058-1111) and Imam Ibn-e-Taimiyyah (1263-1328) were able to defeat the onslaught of Greek Philosophy and Aristotelian Logic only after a careful and deep study of these invading ideas. Similarly, in order to deal with the modern ideologies that are seeking to destroy the foundations of Islamic faith, we need first to clearly discriminate between what is and what is not against the spirit of the Qur'an. Afterwards, we need to refute that part of the invading ideologies which is in opposition to the Qur'anic spirit, and to accept and incorporate the part that is in accordance with its spirit into a new and contemporary interpretation of Islam. Unfortunately, this is not being done by our religious scholars.

The role of the Ulama today, instead of being that of an engine capable of propelling forward the ship of Islam, is actually nothing more than that of a heavy anchor which prevents the ship from drifting away in any wrong direction. Although, under the present circumstances, even this is a commendable and substantial service, the fact remains that this is by no means enough.

Another aspect of the activity of our Ulama that needs correction is their unusually strong emphasis on sectarian matters. A serious stagnation of thought along with dogmatism has set in ever since the practice of *Ijtehad* was done away with. The religious seminaries and Ulama of every sect are therefore spending most of their time and energies in defending and propagating their particular brand of dogma and ritual, often insisting that any variation in such matters is nothing short of apostasy. Such narrow-mindedness has exacerbated the evil of sectarianism and the resulting intolerance among the masses has led to a dangerous militancy.

One very important movement that has originated from the School of *Deoband*, the great theological seminary in India, is that of the "*Tablighi Jamaat*", which has succeeded in causing a massive religious mobilization among the Muslims. Tablighi Jamaat has made headway in focusing the attentions of a big section of Muslim population towards the renewal of faith. However, the overwhelming majority of the people being

establish the ascendancy of the politico-socio-economic system of Islam, they are often unaware of even the existence of such a need. Therefore, the services of the Ulama can be seen as a continuation of the efforts of previous reformers of Islam, in that the nature of their efforts – like the services of present-day Ulama – was mainly focused on the *defensive* rather than on the *revivalist*. Our noble ancestors were justified in narrowing down their fields of activity because the cultural and legal system of Islam was still very much intact in those days, and the predominent need of their time was merely to preserve the religious faith in its original form and to defend it against foreign influences. As a result, all our past reformers concentrated their energies in the academic fields, or, at the most, in the moral and spiritual purification of common Muslims. None of them tried to launch any organized political or militant movement, as Prophet Muhammad (Peace be upon him) had set strict restrictions on such a rebellion against Muslim rulers. According to the popular interpretation of some a'hadith, as long as the *Shariah* is being enforced and no flagrant violation of Islam is being committed, it is not considered permissible to revolt even if the rulers are themselves wicked and oppressive. Therefore, as soon as the situation changed, and non-Muslims started to conquer and occupy Muslim territories, the reformist efforts quickly turned into armed struggles. Prominent examples of this phenomenon include the Mujahideen movement of Sayyad Ahmed Shaheed (1786-1831) in India, the Sanussi movement in Libya – started by Sayyad Muhammad Ibn Ali as-Sanussi (1787-1859) – and its struggle against Italian occupation up to 1932, and the Mahdist movement – initiated by Muhammad Ahmad (1844-1885) – that resisted the British invasion in Sudan.

It is obvious that, even today, our orthodox Ulama are following in the footsteps of earlier reformers, who had worked under completely different conditions. In other words, traditional Muslim Ulama have, in general, restricted themselves and their abilities within a rather narrow circle of activity, which is essentially defensive rather than revivalist. Moreover, even the task of defending Islamic doctrines is not being properly done by the Ulama, as they are, more often than not, completely out of

the personality of Allama Iqbal (1877-1938), whose poignant and moving poetry had aroused and invigorated the Indian Muslims from their appalling lassitude and apathy.

Second Dimension

The liberation of Muslim states from the yoke of Western Colonialism was only the first stage in the ongoing process of Islamic revival. We now turn to the second dimension of this process, which is the role of traditional and orthodox religious scholars or *Ulama*. Numerous organizations of these Ulama, belonging to various schools of thought, are actively pursuing the mission of serving Islam and Muslims along the lines of their own particular methodology. In this respect too, the Indian subcontinent enjoys an outstanding and unparalleled superiority, in that the grip of the Ulama over the masses and the popular support for the orthodox Islam in this part of the world is unmatched in the entire Muslim Land. Even the Arabian peninsula, which was dominated by the effects of the reformist movement of Muhammad Ibn Abdul Wahhab (1703-1792) up to the middle of the present century, has now been left too far behind the Indian subcontinent in this regard,

The reason for this phenomenon is not at all difficult to discern. A comprehensive, versatile, and extraordinary figure like Shah Waliyullah of Delhi (1703-1762), is not to be found anywhere else in the Muslim world during the last three hundred years. His gigantic efforts in shifting the focus of Muslims from trivial legalities back to the original sources of Islamic faith and knowledge -- the Holy Qur'an and the Hadith - and his restructuring of Islamic thought and philosophy were certainly unparalleled achievements. It was his pioneering work that had led to the enhancement of the respect for religion and religious scholars in the Indian subcontinent.

However, we must keep in mind that the main thrust of the efforts of our Ulama is directed only towards safeguarding and preserving the dogmatic, ritualistic, and institutional structure of Islam. As regards fulfilling the requirements and demands of reviving Islam in the present Westernized milieu, and to re-

Dr. Ahmed Afzaal

LESSONS FROM HISTORY-V

Based on the Urdu Columns By: **Dr. Israr Ahmad**

In this respect, the Pakistan Movement stands out as a unique and exceptional phenomenon. If the Muslims of the Indian subcontinent were to struggle against the British Raj by forming an alliance with non-Muslims on the basis of Indian Nationalism, then there was certainly enough justification to do so (and this is exactly the principle that was adopted by *Jamiyat Ulama-i-Hind*). However, what actually happened was that the overwhelming majority of Muslims based their political struggle – under the leadership of Muslim League – upon the concept of Muslim Nationhood and the Two-Nation Theory, the basis of which was neither racial or linguistic unity, nor a common homeland, but was founded upon the religious beliefs and heritage of the Muslims. This means that today there is nothing to justify the partition of British India and nothing to legitimatize our separate existence except Islam itself. It also means that Pakistan is already a step ahead of all other Muslim states by virtue of her very genesis and *raison d etre* in Muslim nationhood.

One of the most important factors which caused the Indian Muslims to define and organize themselves in terms of their religion was the prejudice and intolerance of the Hindu majority. Also, the fact that the Hindus had a burning desire to settle their old score with Muslims, and to "avenge their thousand years long humiliation", was an open secret. The ambition on the part of the Hindus to annihilate the Muslims caused the latter to wake up pretty quickly, and, in this way, the Hindus themselves paved the way for Islamic Renaissance, albeit unwittingly. Moreover, it must be kept in mind that the Indian Muslims already had an unmatched devotion and passion for Islam and the Muslim Ummah, as epitomized by their massive and emotional reaction at the abolition of Caliphate. Last, but not the least, was

سالانہ رپورٹ

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

برائے سال ۱۹۹۵ء

○

مرتب : محمود عالم میاں (مدیر عمومی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابتدائیہ

الحمدللہ اس سال مجھے مرکزی انجمن کی سالانہ رپورٹ مرتب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ جس وقت یہ رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کی جائے گی ہم سب اس وقت مرکزی انجمن کے چوبیسویں (۲۴) سالانہ اجلاس کے لئے جمع ہو چکے ہوں گے۔ میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

تحریک رجوع الی القرآن کی اس تحریک کا آغاز تو اب سے تقریباً ۳۱ برس قبل ایک فرد واحد یعنی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بھروسہ پر تن تنہا کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کوشش کو شرف قبولیت بخشا اور چوبیس (۲۴) سال قبل مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام سے ایک ہیئتِ اجتماعیہ وجود میں آ گئی۔ یہ چوبیسواں سالانہ اجلاس اصل میں اس تحریک رجوع الی القرآن کا چوبیسواں سنگ میل ہے۔ اس عرصہ میں یہ تحریک ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکی ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے خوب برگ و بار لا رہی ہے۔ لاہور شہر میں قرآن اکیڈمی' قرآن کالج اور قرآن آڈیٹوریم کے علاوہ والٹن اور وسن پورہ میں دو نئے سینٹرز کا قیام' ملک کے چھ بڑے بڑے شہروں میں منسلک انجمنوں کے قیام کے علاوہ کراچی اور ملتان میں لاہور ہی کی طرز کی قرآن اکیڈمیز اور قرآن کالجز کا قیام عمل میں آ چکا ہے اور باقی چار سینٹرز میں ان کے قیام کی کوشش جاری ہے۔ بلاشبہ رجوع الی القرآن کی اس تحریک کو مہمیز صدر مؤسس جناب محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خطابات اور دروس قرآن کی آڈیو' وڈیو کیسٹس کے ذریعہ حاصل ہوئی جو اب دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکے ہیں۔ اب

ان میں ایک نئی جہت یعنی انگریزی زبان میں دروس اور خطابات کا اضافہ ہو چکا ہے جن سے اندرون ملک اور بیرون ملک انگریزی دان طبقہ مستفید ہو رہا ہے۔ ان کیسٹس سے کہاں کہاں اور کیا کیا اثرات مرتب ہوئے اس کا ریکارڈ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یقیناً ہو گا مگر اس دنیا میں اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔

موجودہ رپورٹ میں سال ۹۵ء کے دوران مرکزی انجمن کے تمام شعبہ جات کی کارکردگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ارکان انجمن کے اعداد و شمار اور مالیات سے متعلق آڈٹ شدہ گوشوارے بھی اس رپورٹ میں شامل کئے گئے ہیں۔ منسلک انجمنیں جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے' ان کی مختصر کارکردگی بھی درج کر دی گئی ہے۔ ایسے حضرات جو مختصر وقت اور ایک نظر میں سب کچھ جان لینا چاہتے ہوں ان کے لئے ۹۵ء کی سرگرمیوں کا اجمالی خاکہ علیحدہ درج کر دیا گیا ہے۔

انجمن کی نئی ہیئتِ انتظامیہ جس کی تشکیل ۹۴ء میں کی گئی تھی' سال ۹۵ء میں اس کے تمام اجلاس باقاعدگی سے ہوتے رہے۔ اس طرح سال ۹۵ء میں مجلس شوریٰ کے کل پانچ اجلاس منعقد ہوئے جس میں چار معمول کے اجلاس اور ایک خصوصی اجلاس تھا۔ اس طرح مجلس عاملہ کے کل سات اجلاس منعقد ہوئے کیونکہ جس ماہ شوریٰ کا اجلاس منعقد ہو اس ماہ عاملہ کا اجلاس منعقد نہیں کیا جاتا۔

اس دوران یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجلس شوریٰ کے ارکان دو سال کے لئے نہیں بلکہ چار سال کے لئے منتخب ہوں گے لیکن ہر دو سال بعد نصف ارکان شوریٰ کا انتخاب ہوا کرے گا تاکہ مجلس شوریٰ کا تسلسل برقرار رہے۔ اس سال پہلی دفعہ ریٹائر ہونے والے ارکان کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے کیا گیا جن کے لئے ۹۶ء کے سالانہ اجلاس کے موقع پر انتخاب ہو گا۔

صدر مؤسس کے بعد صدر انجمن کے انتخاب اور غیر تسلی بخش کارکردگی کی صورت میں اخراج کی تفاصیل تو سال ۹۴ء میں ہی طے کر لی گئی تھیں لیکن اس ضمن میں بعض جزوی مگر ضروری صراحتوں کے بارے میں فیصلے دوران سال کئے گئے۔ اس طرح الحمد للہ یہ باب اب مکمل ہو چکا ہے۔ دوران سال مرکزی انجمن کے ملازمین کی فلاح و بہبود کے لئے C.P. Fund یا اس نوع کی کوئی دوسری سکیم شروع کرنے کے لئے غور و خوض ہوا' لیکن ابھی کسی حتمی شکل

کے بارے میں فیصلہ نہیں ہو سکا۔

مجلس شوریٰ کے رکن اور ناظم نشر و اشاعت جناب اقتدار احمد صاحب ٦ جون ۹۵ء کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی جگہ جناب عاکف سعید صاحب کو ناظم نشر و اشاعت مقرر کیا گیا۔ شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے ان کی جگہ جناب ایثار احمد ثروت صاحب کی تقرری عمل میں آئی۔

سال ۹۵ء قرآن اکیڈمی میں تعمیرات کا سال رہا۔ جامع القرآن کے تہ خانہ (Basement) کو مسجد کے صحن تک بڑھا دیا گیا اور تہ خانہ کی چھت کو مسجد کے main ہال کی سطح کے برابر کر دیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ سال ۹۶ء میں اس پر پختہ چھت تعمیر کر دی جائے گی۔ اس طرح مرکزی انجمن کے لئے مزید دفاتر کی ضرورت تہ خانہ (Basement) سے پوری ہو جائے گی' جہاں دفاتر کی تقسیم کے لئے انتظام شروع کر دیا گیا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو سال ۹۶ء میں دفاتر تہ خانہ میں منتقل ہو جائیں گے۔ نماز جمعہ اور رمضان المبارک میں تراویح میں دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران بعض مواقع پر جامع القرآن کا main ہال ناکافی ہونے کی وجہ سے لوگوں کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے' اس طرح صحن پر چھت پڑنے سے لوگوں کو بہت سہولت حاصل ہو جائے گی۔

جامع القرآن کے دوسری طرف سڑک کی جانب تین کمروں پر مشتمل ایک بلاک ہے جسے ایڈمن (ADMIN) بلاک کا نام دیا گیا ہے۔ صدر مؤسس کے حکم پر ہنگامی بنیادوں پر اس کی دوسری منزل تعمیر کر دی گئی۔ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی سے اجازت نہ ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ کام رکا رہا لیکن بعد میں الحمدللہ یہ اجازت حاصل ہو گئی۔ اس اوپر کی منزل تک رسائی کے لئے قرآن اکیڈمی کے رہائشی بلاک کو ایک پل کے ذریعے اوپر کی منزل سے ملا دیا گیا ہے جو اس میں داخلہ کا واحد راستہ ہے۔ سال ۹۵ء کے اختتام تک تعمیرات کی مد میں تقریباً دس لاکھ روپے خرچ ہو چکے تھے' مزید سات آٹھ لاکھ روپے کے اخراجات کا تخمینہ ہے۔

سال ۹۵ء کے دوران مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا اجمالی خاکہ اور تفاصیل آگے درج کر دی گئی ہیں' لیکن اختتام سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کروں جو اس تحریک رجوع الی القرآن کے فروغ اور اس کی نشر و اشاعت میں کسی درجے میں بھی

ان میں سرفہرست اور اس تحریک کے روح رواں تو محترم صدر مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہیں جنہوں نے یہ پودا لگایا اور پھر اپنی دن رات کی محنتِ شاقہ سے اس پودے کو سینچا جس کے نتیجے میں اب یہ ایک مثمر درخت کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ ان کا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے لیکن اس عالم اسباب میں نتیجہ ان کے لئے صحت کی خرابی اور مختلف عوارض کی شکل میں ظاہر ہوا۔

اسی طرح مرکزی انجمن کے ناظم اعلیٰ جناب سراج الحق سید صاحب شکریئے کے مستحق ہیں جو گزشتہ چھ سال سے اپنی پیرانہ سالی اور گوناگوں عوارض کے باوجود انجمن کے مشن کو آگے بڑھانے اور مرکزی انجمن کے انتظامی معاملات کو جدید بنیادوں پر استوار کرنے اور چلانے کے لئے انتہائی جوش اور جذبہ کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہت بہتر اجر عطا فرمائے۔

مزید برآں مجلس شوریٰ کے معزز ارکان اور مجلس عاملہ کے محترم ناظمین کا شکریہ بھی مجھ پر واجب ہے کہ وہ اپنا وقت اور توانائیاں انجمن کے مشن کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ تمام ارکان انجمن اور ایسے تمام حضرات بھی جو انجمن کے لئے مالی انفاق کرتے ہیں' ہمارے لئے اپنے دل میں اچھے جذبات رکھتے ہیں ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں' دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ملازمین انجمن بھی شکریہ کے مستحق ہیں جو اپنی ذمہ داریاں گہرے احساس فرض کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سب کا اجر محفوظ ہے اور دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔

محمود عالم میاں

مدیر عمومی

سال ۱۹۹۵ء کی سرگرمیاں

اجمالی خاکہ

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی ان احباب کے لئے جو پوری سالانہ رپورٹ پڑھنے کا وقت یا میلانِ طبع نہیں رکھتے' مختصراً چند صفحات میں انجمن کی سرگرمیوں کا اجمالی خاکہ علیحدہ درج کردیا ہے۔ اگر تفصیل درکار ہو تو متعلقہ شعبہ کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

☆ سال ۱۹۹۴ء میں مجلس شوریٰ کے قیام کا فیصلہ کر لیا گیا تھا اور انجمن کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۳ / مارچ ۱۹۹۴ء کو اس کا انتخاب بھی ہو گیا تھا۔ گزشتہ فیصلہ کے مطابق یہ انتخاب دو سال کے لئے تھا لیکن بعد میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجلس شوریٰ کے ۲۵ ارکان چار سال کے لئے منتخب ہوا کریں گے' لیکن ہر دو سال بعد نصف ارکان شوریٰ کا انتخاب ہوا کرے گا۔ پہلی دفعہ ریٹائر ہونے والے نصف ارکان کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے کیا گیا' جن کے لئے انتخاب سال ۱۹۹۶ء کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ہو گا۔ صدر کے انتخاب کے بارے میں کچھ جزوی صراحتیں طے کی گئیں۔ مکتبہ کے ملازمین کی E.O.B.I کے تحت رجسٹریشن کی گئی اور تمام ملازمین انجمن کے لئے جی پی فنڈ سکیم شروع کرنے کا معاملہ زیر غور آیا۔

☆ دوران سال محسنین' مستقل ارکان اور عام ارکان کی نوع میں بالترتیب ۵'۴ اور ۴۰ کا اضافہ ہوا۔ دسمبر ۱۹۹۵ء کے اختتام پر یہ تعداد بالترتیب ۳۱۸'۱۶۷ اور ۲۴۷ تھی۔

☆ اکیڈمک ونگ نے دوران سال ۶ نئی کتابیں شائع کیں۔ پہلے سے موجود چار کتابوں کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن نئی آب و تاب کے ساتھ شائع کئے۔ پہلے سے موجود ۲۱ کتابوں کے محض اغلاط کی درستگی کے بعد نئے ایڈیشن شائع کئے گئے۔ اس کے علاوہ ماہنامہ میثاق' حکمت قرآن اور ہفت روزہ ندائے خلافت کی اشاعت بھی جاری رہی۔

مرکزی لائبریری میں دوران سال ۱۹۶ کتب کا اضافہ ہوا۔ اس طرح اب یہ تعداد ۵۸۸۷ ہو گئی۔ ۱۳۰ ہفتہ وار اور ماہوار رسائل و جرائد باقاعدگی سے موصول ہوتے

رہے۔ روزانہ ۵ اخبارات (تین اردو اور دو انگریزی) خریدے گئے۔

جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں گزشتہ بارہ برسوں کی طرح ۹۵ء میں بھی ماہ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام منعقد ہوا۔ اس دفعہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی سعادت مختار حسین فاروقی صاحب کو حاصل ہوئی۔ جامع القرآن میں شعبۂ حفظ اور ناظرہ کا سلسلہ بھی قائم رہا۔ اس سال ۲۰ طلباء نے حفظ کی تکمیل کی۔ سب سے کم عرصہ میں حفظ حافظ محسن محمود نے ساڑھے نو ماہ کی قلیل مدت میں کیا۔ انجمن کے شعبۂ حفظ کی بے مثال کارکردگی کی وجہ سے داخلوں کا دباؤ بہت زیادہ رہا اور اس سال بھی ہمیں حفظ کے لئے داخلے بند کرنے پڑے۔

☆ مکتبہ جو انجمن کی دعوت کی اشاعت کا مرکز ہے صدر مؤسس کے دروس قرآن اور خطابات کے آڈیو / وڈیو کیسٹس، ان کی تصنیفات و تالیفات اور انجمن کے جرائد کی بروقت دستیابی اور سپلائی کا ذمہ دار ہے۔ الحمدللہ ۹۵ء میں مکتبہ کی کارکردگی بہت بہتر رہی۔ کتب کی مجموعی فروخت -/۴,۷۲,۹۸۶ روپے ہوئی۔ آڈیو اور وڈیو کیسٹ بالترتیب ۲۱۵۱۳ اور ۱۴۷۴ فروخت ہوئیں۔

☆ خط و کتابت کورسز، قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی اور ابتدائی گرامر حصہ اول اور دوم کے شرکاء کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اول الذکر کورس کے شرکاء کی تعداد ۱۹۲۰ اور مؤخر الذکر کے شرکاء کی تعداد ۱۱۵۹ تک پہنچ چکی ہے۔ اس طرح ۹۴ء کے مقابلہ میں اضافہ ۴۲.۶ فیصد اور ۱.۱۱ فیصد رہا۔

☆ شعبۂ سمع و بصر نے دروس قرآن کی ریکارڈنگ اور آڈیو وڈیو کیسٹ کی کاپیاں تیار کرنے کا معمول کا کام خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اس کے علاوہ مرکزی انجمن خدام القرآن کی دستاویزی فلم بنائی گئی جس کی ریکارڈنگ، ڈبنگ اور ایڈیٹنگ اسی شعبہ میں ہوئی۔ شعبہ کو World System Converter اور ایک SUPER VHS کیمرہ مہیا کیا گیا جو اپنے result کے اعتبار سے پہلے سے بہت بہتر ہے۔

☆ قرآن کالج میں F.A اور B.A تک کی کلاسوں میں معمول کی تدریس جاری رہی۔ گزشتہ سال طلباء کی تعداد اور نتائج کے اعتبار سے بہت اچھا رہا۔ ایف اے کے بورڈ کے امتحان

میں شرکت کرنے والے طلبہ کا نتیجہ ۹۴.۳۵ فیصد رہا۔ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں داخلے بہت امید افزا رہے۔ اس کورس میں ۳۵ مرد اور ۱۴ خواتین نے حصہ لیا۔ اس کورس میں شرکت کے لئے دو فیمیلیز (Families) اور ایک خاتون امریکہ سے بھی تشریف لائی ہیں۔ اس طرح قرآن کالج میں طلبہ کی تعداد ۱۵۸ رہی۔ اس کے علاوہ حسب معمول میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات سے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے اسلامک جنرل نالج ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں ۳۸ طلبہ نے حصہ لیا۔ کالج کی لائبریری میں ۲۰۱ کتب اور سٹاف میں ۴ اساتذہ کا اضافہ ہوا۔

☆ قرآن کالج ہاسٹل میں چند سالوں سے طلبہ کی تعداد گنجائش سے زیادہ چلی آ رہی ہے۔ بہرحال تمام خواہشمند طلبہ کو ہاسٹل میں جگہ مہیا کی گئی اور اس دفعہ یہ تعداد ۱۰۰ رہی۔ قیام و طعام اور صحت مند تفریح کی سہولتوں کے علاوہ اخلاقی اور دینی تربیت کے پروگرامز یہاں کی وجہ امتیاز ہیں۔ نماز پنج وقتہ کا باجماعت التزام' تلاوت قرآن پاک کی پابندی' تذکیری اجتماعات کا انعقاد' وقتاً فوقتاً نفلی روزوں کا اہتمام اس تربیتی پروگرام کے اہم اجزاء ہیں۔ اس کے علاوہ صدر مؤسس یا ان کے رفیق کار ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ہر ہفتہ درس قرآن دیتے ہیں۔

قرآن کالج کے دو اساتذہ بطور ہاسٹل وارڈن اور اسسٹنٹ وارڈن ساتھ ہی رہائش پذیر ہیں جو نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے موجود رہتے ہیں۔

☆ شعبۂ انگریزی کی ضرورت کافی عرصہ سے قرآن اکیڈمی میں محسوس کی جا رہی تھی۔ الحمدللہ سال ۹۵ء میں اس کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ ایک سہ ماہی میگزین The Quranic Horizons کے اجرا کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

☆ بزم ہائے خدام القرآن کا قیام ۱۹۹۴ء میں عمل میں آیا تھا اور ساتھ ہی دستور بھی مرتب کر لیا گیا تھا۔ سال ۹۵ء میں ان کی سرگرمیاں رمضان المبارک کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن' عربی کلاسز کے اجراء اور دروس قرآن کی شکل میں جاری رہیں۔ ترجمۂ قرآن کو پورے پاکستان میں پھیلانے کے لئے ایک پروگرام شروع کر دیا گیا ہے۔ رمضان المبارک کے دوران مختلف کتابچوں کے علاوہ "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق"

بحمد اللہ دس ہزار کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

☆ شعبہ ایڈمن اپنی معمول کی دفتری ذمہ داریوں کے علاوہ اراکین انجمن سے باقاعدہ رابطہ رکھتا ہے۔ انجمن کی ضروریات کے لئے گورنمنٹ' سیمی گورنمنٹ اور پرائیویٹ اداروں سے مسلسل رابطہ رکھتا ہے۔ اس طرح گزشتہ سال اس نے اپنے فرائض بڑی تندہی سے انجام دیئے۔

☆ اکاؤنٹس اور شعبہ کیش : کل تین افراد پر مشتمل یہ سیکشن کیش کی وصولی' پٹی کیش کا حساب' بینک میں رقوم جمع کرنے اور نکلوانے' ماہانہ اور سالانہ فائنل اکاؤنٹس بنانے' ان کا Internal اور بروقت External آڈٹ کرانے کا کام احسن طریقہ سے انجام دے رہا ہے۔

☆ جامع القرآن کے نیچے تہ خانہ کو وسعت دینے کی ضرورت کافی عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ ایک تو انجمن کو مزید دفاتر کے لئے جگہ درکار تھی' دوسرے جامع القرآن کا main ہال جو بعض مواقع پر ناکافی ہوتا تھا اس کی توسیع درکار تھی۔ الحمد للہ سال ۹۵ء میں اس پروگرام کا Civil work مکمل ہو گیا ہے۔ اور اب دفاتر کی تقسیم کے لئے لکڑی کا کام جاری ہے۔ ان شاء اللہ العزیز ۹۶ء میں دفاتر تہ خانہ میں منتقل ہو جائیں گے۔

سکول کالجوں کے طلبہ وطالبات کے لئے ایک عمدہ تحفہ

ایف اور بی اے میں اسلامیات کے نصاب میں شامل

پانچ سورتیں

الفاتحہ' النور' لقمان' الاحزاب' الحجرات

مع لفظی اور سلیس ترجمہ' از : حافظ نذر احمد صاحب

یکجا کتابی صورت میں دستیاب ہیں

شائع کردہ : مسلم اکادمی' ۱۷/۲۹' محمد نگر' لاہور

۹۵ء میں ارکانِ انجمن کی تعداد اور ۹۴ء سے تقابل

نوع	تعداد دسمبر ۹۴ء	۹۵ء کے دوران اضافہ	تعداد دسمبر ۹۵ء
حلقہ مؤسسین و محسنین	313	5	318
حلقہ مستقل ارکان	163	4	167
حلقہ عام ارکان	684	40	724
کل تعداد	1160	49	1209

بیرونِ ملک کے ارکان کی تعداد جو مندرجہ بالا تعداد میں شامل ہے۔

نوع	تعداد دسمبر ۹۴ء	۹۵ء کے دوران اضافہ	تعداد دسمبر ۹۵ء
حلقہ مؤسسین و محسنین	70	2	72
حلقہ مستقل ارکان	36	3	39
حلقہ عام ارکان	163	15	178
کل تعداد	269	20	289

شعبہ جات کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ

○ اکیڈمک وِنگ (ACADEMIC WING)

قرآن اکیڈمی کا اکیڈمک ونگ چار ذیلی شعبوں پر مشتمل ہے :

i) شعبۂ تصنیف و تالیف اور ترتیب و تسوید

ii) شعبۂ کتابت و طباعت بشمول کمپیوٹر کمپوزنگ

iii) قرآن اکیڈمی لائبریری

iv) شعبۂ حفظِ قرآن و ناظرہ

تاہم اواخر سال میں شعبۂ حفظ قرآن ایڈمن بلاک کی تحویل میں دے دیا گیا اور مدیرِ عمومی اس کے انچارج قرار پائے۔

i) شعبۂ تصنیف و تالیف اور ترتیب و تسوید

○ اس شعبے کے زیر انتظام سال ۱۹۹۵ء کے دوران بھی سال گزشتہ کے مانند ہر ماہ چار جرائد قریباً باقاعدگی سے شائع ہوتے رہے۔ یعنی ماہنامہ "میثاق" اور ماہنامہ "حکمت قرآن" کے علاوہ "ندائے خلافت" کے دو شمارے۔ تاہم بعض مواقع پر ان میں سے کوئی پرچہ بوجوہ بروقت شائع نہ ہو سکا تو اس کا دو شماروں کے قائم مقام مشترکہ شمارہ شائع کیا گیا۔ چنانچہ مدیر شعبہ کی پاکستان سے ڈیڑھ ماہ کی غیر حاضری کے دوران ماہنامہ "میثاق" اور "حکمتِ قرآن" کے فروری مارچ ۹۵ء کے مشترکہ شمارے شائع ہوئے۔ اس طرح دوران سال "میثاق" کے ۱۲ کے بجائے ۱۱ شمارے منظر عام پر آئے' جبکہ ماہنامہ "حکمت قرآن" کا ستمبر اکتوبر ۹۵ء کا بھی مشترکہ شمارہ شائع ہوا اور اس طرح اس کے ۱۲ کے بجائے ۱۰ شمارے اشاعت پذیر ہوئے۔ ہفت روزہ "ندائے خلافت" جو عملاً پندرہ روزہ ہے' حسب سابق ہر دوسرے منگل کو شائع ہوتا رہا۔ دوران سال اس کے مدیر جناب اقتدار احمد کی شدید علالت اور پھر رحلت کے باعث اس کی

اشاعت میں تقریباً ساڑھے تین ماہ کا تعطل رہا۔ چنانچہ اس کے آٹھ شمارے شائع نہیں ہو سکے اور اس طرح سال بھر میں اس کے ۲۶ کے بجائے ۱۸ شمارے اشاعت پذیر ہوئے۔

○ شعبۂ تصنیف و تالیف صرف تین افراد پر مشتمل ہے جو مذکورہ بالا تین جرائد کی ادارتی ذمہ داریوں کے علاوہ شعبہ کی دیگر جملہ ذمہ داریاں بھی بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ یہ شعبہ مرکزی انجمن کی جملہ کتب (نئی یا پرانی) کی تیاری اور ان کی اشاعت و طباعت کا بھی ذمہ دار ہے۔ چنانچہ نئی کتابوں کو مرتب کرنا اور پرانی کتب کے لئے نئے ایڈیشنز کی اشاعت سے پہلے ان کی تصحیح کرنا یا اگر ضرورت محسوس ہو تو ان پر نظر ثانی کے بعد ان کو از سرِ نو ایڈٹ کر کے نئی کتابت یا کمپیوٹر کمپوزنگ کروانا اسی شعبے کی ذمہ داری ہے۔

○ شعبۂ تصنیف و تالیف اور ترتیب و تسوید کے زیر انتظام ۱۹۹۵ء کے دوران مندرجہ ذیل نئی کتابیں اور کتابچے شائع کئے گئے :

۱ ۔ علامہ اقبال اور ہم (اس عنوان سے اگرچہ محترم ڈاکٹر صاحب کے ایک خطاب پر مشتمل ۴۰ صفحات کا ایک کتابچہ پہلے سے موجود تھا' جو ایک عرصے سے آؤٹ آف پرنٹ تھا' تاہم اب اس پر نظر ثانی کے بعد بعض دیگر مضامین کے ساتھ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل کتاب شائع کی گئی۔)

۲ ۔ اطاعت کا قرآنی تصور

۳ ۔ تنظیم اسلامی کی دعوت

۴ ۔ عیسائیت اور اسلام

۵ ۔ To Christians with Love

۶ ۔ مثیلِ عیسیٰؑ ' علیؓ مرتضیٰؓ

۷ ۔ صُفّہ ۹۵ء (کالج میگزین)

۸ ۔ سالانہ رپورٹ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

○ پہلے سے موجود کتابیں جن کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن دوران سال نئی آب و تاب کے ساتھ شائع کئے گئے' یعنی انہیں از سرِ نو ایڈٹ کر کے' نئی کتابت / کمپوزنگ اور نئے گٹ اپ کے ساتھ شائع کیا گیا' ان کے نام درج ذیل ہیں :

۱۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ دستورِ انجمن
۳۔ پراسپکٹس قرآن کالج
۴۔ فہرست کیسٹس وکتب (دو ایڈیشن)

○ مکتبہ میں پہلے سے موجود کتابوں کے نئے ایڈیشنز کی طباعت کے لحاظ سے بھی یہ سال' گزشتہ سال کی طرح بھرپور رہا۔ ۲۱ کتابوں کے نئے ایڈیشنز شائع کئے گئے' جن میں جہاں ضرورت محسوس ہوئی' اغلاط کی تصحیح بھی کی گئی۔ مذکورہ کتابوں میں سے ۴ کتابوں کے دورانِ سال دو دو ایڈیشن طبع ہوئے۔ ان تمام کتابوں کے نام اور ان کے ایڈیشن نمبر ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔

۱۔ عظمتِ صیام و قیامِ رمضان	(تیسرا+چوتھا)
۲۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق	(سترھواں+اٹھارھواں)
۳۔ دینی فرائض کا جامع تصور	(نواں)
۴۔ اسلام کی نشأة ثانیہ۔ کرنے کا اصل کام	(نواں)
۵۔ نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں	(چودھواں+پندرھواں)
۶۔ عظمتِ صوم	(نواں)
۷۔ مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب	(نواں)
۸۔ آسان عربی گرامر (حصہ اول)	(پانچواں+چھٹا)
۹۔ شادی بیاہ کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک	(ساتواں)
۱۰۔ منہجِ انقلابِ نبوی ﷺ	(پانچواں)
۱۱۔ قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں	(نواں)
۱۲۔ آسان عربی گرامر (حصہ دوم)	(تیسرا)
۱۳۔ ترتیل القرآن	(ساتواں)
۱۴۔ استحکام پاکستان اور مسئلہ سندھ	(چوتھا)
۱۵۔ برِّعظیم پاک و ہند میں اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل	(دوسرا)

۱۶ ۔ راہِ نجات: سورۃ العصر کی روشنی میں (مختصر) (چودھواں)

۱۷ ۔ رسولِ کامل ﷺ (ساتواں)

۱۸ ۔ اسلام میں عورت کا مقام (چھٹا)

۱۹ ۔ امّتِ مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل (دوسرا)

۲۰ ۔ The Way to Salvation.......... (پانچواں)

۲۱ ۔ The Obligations Muslims Owe to the Quran (ساتواں)

ii) شعبۂ کتابت و طباعت

شعبۂ کتابت و طباعت (بشمول کمپیوٹر کمپوزنگ) کے تحت مرکزی انجمن کے زیر اہتمام شائع ہونے والے تمام رسائل و جرائد' کتب اور ہینڈ بلز وغیرہ کے علاوہ اخباری و غیر اخباری اشتہارات' پوسٹرز' سٹیشنری اور سرکلرز وغیرہ کی تیاری اور طباعت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں کتابت / کمپوزنگ اور کاپی پیسٹنگ کی حد تک تمام کام اکیڈمی ہی میں ہوتا ہے اور اس کے لئے یہاں مناسب انتظامات اور سہولتیں موجود ہیں۔ تاہم طباعت (printing) کا تمام کام بازار سے کرایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک سے زائد پرنٹنگ پریسوں سے رابطہ رکھا جاتا ہے تاکہ طباعت کے کسی کام میں تاخیر نہ ہو۔ مرکزی انجمن کے علاوہ بعض ذیلی / منسلک انجمنوں' بزم ہائے خدام القرآن' تنظیم اسلامی اور تحریکِ خلافت سے متعلق بیشتر طباعتی مواد کی کتابت و طباعت کا کام بھی بہت حد تک یہی شعبہ سرانجام دیتا ہے۔

شعبہ کے پاس تمام امور کی انجام دہی کے لئے تجربہ کار اور مستعد سٹاف موجود ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ کے پاس تین کمپیوٹر اور ایک "HP 4Plus" لیزر پرنٹر موجود ہے۔ کمپیوٹرز میں انگریزی کے مختلف پروگراموں کے علاوہ عربی کمپوزنگ کا جدید ترین پروگرام اور "سقراط اردو ٹائپ سیٹنگ پروگرام" موجود ہے۔

iii) قرآن اکیڈمی لائبریری

جامع القرآن کے نیچے تہ خانے (basement) میں قائم قرآن اکیڈمی لائبریری کو مرکزی

انجمن خدام القرآن لاہور کی مرکزی لائبریری کی حیثیت حاصل ہے۔ اس لائبریری کا بنیادی اثاثہ صدر مؤسّس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور ڈاکٹر شیر بہادر خان پنّی مرحوم کی طرف سے عطیہ کردہ کتب پر مشتمل تھا۔ تاہم بعد ازاں ذخیرۂ کتب میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔

کتب : ۱۹۹۵ء کے آغاز میں لائبریری کے داخلہ رجسٹر (Accession Register) کے مطابق لائبریری میں موجود کتابوں کی کل تعداد ۵۶۹۱ تھی' جبکہ سال کے اختتام پر یہ تعداد ۵۸۸۷ ہو چکی تھی۔ اس طرح دوران سال ۱۹۶ کتب کا اضافہ ہوا۔ جن میں سے ۷۸ کتب عطیہ کے طور پر موصول ہوئیں جبکہ ۱۱۸ کتب قیمتاً خریدی گئیں' جن کی مالیت قریباً دس ہزار روپے ہے۔ خریدی جانے والی کتب میں خاص طور سے قابل ذکر مسند امام احمد بن حنبل'' کا ۹ جلدوں پر مشتمل سیٹ ہے' جو لائبریری کے ذخیرۂ کتب میں یقیناً ایک گرانقدر علمی اضافہ ہے

دورانِ سال کتابوں کی درجہ بندی (Classification) اور کیٹلاگنگ (Cataloguing) کا کام اطمینان بخش طور سے جاری رہا۔

اجرائے کتب : دوران سال لائبریری سے قریباً ۹۰۰ کتب کا اجراء عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ ایک کثیر تعداد میں رکن اور غیر رکن حضرات نے لائبریری میں موجود رہتے ہوئے کتابوں اور جرائد سے استفادہ کیا۔

رسائل و جرائد اور اخبارات : سال گزشتہ کی طرح سال ۱۹۹۵ء کے دوران بھی قریباً ۱۳۰ ہفتہ وار اور ماہوار رسائل و جرائد باقاعدگی سے موصول ہوئے۔

لائبریری کے لئے روزانہ ۵ اخبارات (تین اردو اور دو انگریزی) باقاعدگی سے خریدے جاتے ہیں۔ دوران سال ایک مزید انگریزی اخبار (The News) کا اضافہ عمل میں لایا گیا۔ محترم صدر مؤسّس کے خطابِ جمعہ کی کوریج ملاحظہ کرنے کے لئے ہفتہ کے روز چار اخبارات مزید لئے جاتے ہیں۔

اخباری تراشوں کی فائلنگ : لائبریری میں موصول ہونے والے اخبارات کو بالاستیعاب دیکھ کر ان میں شائع ہونے والے ایسے

آرٹیکلز اور خبریں جو محترم صدر مؤسّس سے متعلق ہوں' نشان زد کردی جاتی ہیں اور انہیں کاٹ کر فائلوں میں محفوظ کرلیا جاتا ہے۔

iv) جامع القرآن اور شعبۂ حفظِ قرآن و ناظرہ

قرآن اکیڈمی کی جامع مسجد' جامع القرآن میں اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے گزشتہ بارہ برسوں سے ماہ رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کا پروگرام باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ ۱۹۹۵ء کے ماہ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی ذمہ داری محترم مختار حسین فاروقی صاحب نے انجام دی۔

جامع القرآن میں نمازِ فجر کے متصلاً بعد ہفتے میں تین دن درس قرآن اور تین دن درس حدیث کا معمول باقاعدگی سے جاری رہا۔

جامع القرآن ہی میں قائم قرآن اکیڈمی کے شعبہ حفظ کی کارکردگی حسب معمول نہایت عمدہ رہی' جسے اب ایک روایت کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ جنوری سے دسمبر تک ۲۰ طلبہ نے حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ دوران سال سب سے کم عرصہ میں حفظ قرآن کی تکمیل کرنے والے طالب علم حافظ محسن محمود ولد محمود عالم میاں صاحب تھے' جنہوں نے ساڑھے نو ماہ کی قلیل مدت میں حفظ قرآن مکمل کیا۔ اس ضمن میں موصوف کے بھائی حافظ منعم محمود قریباً دس ماہ میں حفظ قرآن کی تکمیل کر کے دوسرے نمبر پر رہے۔ تکمیلِ حفظِ قرآن کی اوسط مدت قریباً ڈیڑھ سال رہی۔

۱۹۹۵ء میں قریباً ۴۴ طلبہ کو داخلہ دیا گیا اور محدود انتظامات کے باعث اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح حفظ کے لئے داخلے بند کرنے پڑے۔ دوران سال شعبہ حفظ قرآن میں طلبہ کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۷۱ اور کم سے کم تعداد ۴۶ رہی۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کی تعداد ۱۴ تا ۲۰ رہی۔

شعبہ حفظ کے علاوہ' جامع القرآن میں عصر تا مغرب ناظرہ کلاس بھی ہوتی ہے' جس سے قرآن اکیڈمی میں مقیم گھرانوں اور گردو نواح میں رہائش پذیر لوگوں کے بچے استفادہ کرتے ہیں۔ درجہ ناظرہ کے طلبہ و طالبات کی تعداد دورانِ سال ۲۵ تا ۳۵ رہی۔

○ مکتبہ

مکتبہ' انجمن کی دعوت رجوع الی القرآن کا مرکز ہے۔ حسب سابق یہ دعوت ۱۹۹۵ء میں بھی اندرونِ ملک کے علاوہ بیرونِ ملک مشرقی اور مغربی ممالک میں پہنچائی گئی۔

انجمن کی دعوت رجوع الی القرآن کا مؤثر ذریعہ انجمن کی کتب' آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں اور جرائد ہیں۔ چنانچہ کتب اور کیسٹوں کا مناسب تعداد میں سٹاک موجود رکھنا اور ان کی مانگ کی بروقت تکمیل' نیز خریداروں کو جرائد کی بروقت ترسیل مکتبہ کی ذمہ داری ہے۔

<u>کتب</u> : کتب کی فروخت کے لحاظ سے بفضلہٖ تعالیٰ ۱۹۹۴ء کی طرح ۱۹۹۵ء بھی اچھا سال ثابت ہوا۔ چنانچہ ۱۹۹۵ء میں کتب کی مجموعی فروخت -/۴,۷۲,۹۸۶ روپے ہوئی' جبکہ گزشتہ سال میں یہ فروخت -/۴,۷۶,۵۴۶ روپے تھی۔ گویا اس سال کی فروخت گزشتہ سال کے مقابلے میں صرف ۰٫۷۵ فی صد کم رہی۔

<u>آڈیو کیسٹ</u> : سال ۱۹۹۵ء کے دوران مکتبہ نے ۲۱۵۱۳ آڈیو کیسٹ فروخت کیں جبکہ سال ۱۹۹۴ء میں یہ تعداد ۲۳۰۱۴ تھی جو گزشتہ سال کے مقابلے میں ۶٫۵۰ فیصد کم رہی۔

<u>ویڈیو کیسٹ</u> : سال ۱۹۹۵ء کے دوران ویڈیو کیسٹوں کی تعداد فروخت ۱۴۷۴ رہی' جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد ۲۴۰۸ تھی۔ اس طرح اس سال یہ تعداد قریباً ۳۹ فیصد کم رہی' جس کی وجہ سال گزشتہ میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے تازہ دورۂ ترجمہ قرآن ۱۹۹۴ء کی غیر معمولی مانگ تھی۔

<u>جرائد</u> : ۱۹۹۵ء کے دوران بھی حسب سابق مکتبہ سے مندرجہ ذیل جرائد کی اشاعت جاری رہی۔

○ ماہنامہ میثاق ○ ماہنامہ حکمت قرآن ○ ہفت روزہ ندائے خلافت

ہفت روزہ ندائے خلافت اگرچہ قانوناً تو ہفت روزہ ہی ہے مگر عملاً اس کے دو شمارے تو ہر ماہ باقاعدہ جریدے کی صورت میں ہر پندرہ روز بعد شائع ہوتے ہیں' جبکہ بقیہ دو شمارے پندرہ دن بعد ایک خبرنامے کی صورت میں شائع کئے جاتے ہیں۔

لائبریریاں : انجمن کی دعوت رجوع الی القرآن کا ایک موثر ذریعہ انجمن کی لائبریریاں ہیں۔ سال ۱۹۹۵ء کے دوران ایک لائبریری قرآن اکیڈمی کے باہر لبِ سڑک قائم رہی' لیکن اس طرف احباب کی خاطر خواہ توجہ نہ ہونے کے سبب اسے سال کے آخر میں ختم کر دیا گیا۔

دوسری لائبریری وسن پورہ میں قائم ہے۔ ایک اور لائبریری مسجد خدام القرآن اکیڈمی روڈ والٹن میں قائم ہے' جو تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے زیر انتظام کام کر رہی ہے۔ اس لائبریری کے لئے جگہ کی سہولت مرکزی انجمن نے فراہم کی ہے۔

مذکورہ بالا لائبریریوں میں ڈاکٹر اسرار احمد کی تصانیف کے علاوہ ان کی آڈیو کیسٹیں بھی سماعت کے لئے موجود ہیں۔

انجمن کی کتب کی فروخت کے لئے ایک ذیلی مرکز (Sale Point) مرکزی دفتر تنظیم اسلامی' A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو میں بھی قائم ہے۔

ابلاغ کا ایک ذریعہ وہ اسٹال بھی ہیں جو ہر جمعہ کو مسجد دارالسلام' باغ جناح میں لگائے جاتے ہیں۔ اسی طرح کے سٹال ہر خصوصی اجتماع کے موقع پر لگائے جاتے ہیں۔

○ خط و کتابت کورسز

۱۔ شعبے کا اجراء

ایسے طلبہ و طالبات اور خواتین و حضرات کے لئے جو ملک سے یا لاہور سے باہر ہیں یا جن کے لئے کسی وجہ سے قرآن کالج/قرآن اکیڈمی لاہور میں حاضری ممکن نہیں' خط و کتابت کورسز ترتیب دیئے گئے ہیں' تاکہ سب گھر بیٹھے سہولت کے ساتھ اپنے فارغ وقت میں عربی گرامر اور قرآن کی تعلیم حاصل کر سکیں اور درج ذیل کورسز سے استفادہ کر سکیں :

i) قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی اس کورس کا آغاز جنوری ۱۹۸۸ء میں کیا گیا۔ اس کورس کا مقصد خواتین و حضرات اور طلبہ و طالبات کو قرآن حکیم کے مربوط مطالعے کے ذریعے دین کے جامع اور ہمہ گیر

تصور سے متعارف کرانا ہے۔ بفضلِ باری تعالیٰ یہ کورس خوب زور و شور سے جاری ہے۔ اس میں حصہ لینے والوں کی تعداد ۱۹۲۰ تک پہنچ چکی ہے۔ بیرون ملک سے اس کورس کا اجراء سعودی عرب میں جدہ' مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' ریاض' داہران اور الواسیع میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ابوظبی' دوبئ' شارجہ' راس الخیمہ' انگلینڈ' فرانس' کینیڈا اور امریکہ میں بھی اس کورس کا اجراء ہو چکا ہے۔

ii) ابتدائی عربی گرامر (حصہ اول + دوم) دوسرے کورس (حصہ اول) کا اجراء نومبر ۱۹۹۰ء میں کیا گیا۔ قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھنے کے لئے ابتدائی عربی گرائمر کا جاننا ناگزیر ہے۔ اس کورس کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو عربی گرائمر کے بنیادی اصولوں سے اس حد تک متعارف کرا دیا جائے کہ قرآن اور حدیث سے براہ راست استفادہ کے لئے انہیں ایک بنیاد حاصل ہو جائے۔ اول الذکر کورس کی طرح یہ کورس بھی بہت مقبول ہوا۔ اس کے طلبہ اور طالبات کی تعداد ۱۱۵۹ تک پہنچ چکی ہے۔ یہ کورس بھی بیرون پاکستان سعودی عرب' ابوظبی' دوبئ' شارجہ' انگلینڈ' فرانس' کینیڈا اور امریکہ میں جاری ہو چکا ہے۔

اس کورس کے حصہ دوم کا آغاز بھی اکتوبر ۱۹۹۲ء میں کر دیا گیا تھا۔ اس میں طلبہ کی تعداد ۱۱۵ تک پہنچ چکی ہے۔

ان کورسز کو متعارف کرانے کے لئے بہت محنت ہوئی اور متعدد اقدام کئے گئے جس کے نتیجہ میں ان کورسز کے شرکاء کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ اس سال کورس نمبر ا اور کورس نمبر ۲ میں ۹۴ء کے مقابلہ میں اضافہ بالترتیب ۴۲.۶ اور ۱.۱ فیصد رہا۔ اسی طرح ان کورسز کی تکمیل کرنے والوں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوا۔

○ شعبۂ سمع و بصر

۱۹۹۵ء کے دوران مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کو تمام آڈیو اور ویڈیو کیسٹس ڈیمانڈ کے مطابق کاپی کر کے دیئے گئے۔ صدر مؤسس کے دروس قرآن و تقاریر کی ریکارڈنگ کی گئی۔ ایک سالہ کورس کے دوران صدر مؤسس کے لیکچرز اور بالخصوص "اربعینِ نووی" کی ریکارڈنگ آڈیو اور ویڈیو پر کی گئی۔

صدر مؤسس کے خطابات و تقاریر کی فہرست نئی آب و تاب کے ساتھ شائع کی گئی جس میں بہت سے نئے اضافے کئے گئے۔ ایسی بعض ریکارڈنگز کو شامل کیا گیا جو کافی عرصہ سے فہرست میں نہیں تھیں۔

مرکزی انجمن خدام القرآن کی دستاویزی فلم بنائی گئی جو آدھ گھنٹہ کے دورانئے پر مشتمل ہے۔ تمام ریکارڈنگ' ڈبنگ اور ایڈیٹنگ وغیرہ اسی شعبہ کے تحت ہوئی۔ پس پردہ آواز کے لئے پاکستان ٹیلی ویژن کے پروفیشنل orator کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس فلم میں مرکزی انجمن کے متعلق تمام معلومات اور تمام شعبہ جات کی کارکردگی اور تفصیل دکھائی اور بتائی گئی ہے۔

شعبہ سمع و بصر میں موجود World System Converter کے تحت صدر مؤسس کے تمام خطابات امریکی ویڈیو سسٹم میں convert کر کے امریکہ روانہ کئے جاتے ہیں۔ امریکہ میں converting system کافی مہنگا ہے۔

وڈیو ریکارڈنگ کے ضمن میں ایک SUPER VHS کیمرہ مہیا کیا گیا جو ہمارے پرانے کیمروں سے اپنے result کے اعتبار سے بہتر ہے۔ صدر مؤسس کے خطابات و تقاریر اب اسی کیمرے پر تیار کئے جاتے ہیں۔

بحمد اللہ اپنے محدود تر وسائل کے ساتھ اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ تھوڑے سے سرمائے کے ساتھ ہم پورے لاہور پر ایک ٹیلی ویژن نیٹ ورک قائم کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اس قدر مواد موجود ہے کہ ہم بغیر کسی ریکارڈنگز کے ایک سال تک اپنی نشریات دو سے تین گھنٹے روزانہ تک پیش کر سکتے ہیں۔ اگر کبھی ایسا ہو سکا اور وسائل بھی مہیا ہوئے تو ان شاء اللہ دعوت رجوع الی القرآن کے ضمن میں یہ جہت بہت مؤثر ثابت ہو گی۔

○ قرآن کالج

معمول کی تدریسی سرگرمیاں

ایف۔اے، بی۔اے کلاسز : الحمدللہ یہ کلاسز جاری ہیں اور ان میں بورڈ اور یونیورسٹی کے مروجہ نصاب کے ساتھ ساتھ طلبہ کو دینی تعلیم سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے۔ دینی تعلیم میں ترجمۃ القرآن، منتخب نصاب اور تجوید وغیرہ شامل ہیں۔ عربی کو بطور لازمی مضمون کے شامل کیا گیا ہے۔ ایف۔اے اور بی۔اے میں لازمی مضامین کے علاوہ مندرجہ ذیل انتخابی مضامین بھی شامل کئے گئے ہیں۔

ایف۔اے: سوکس۔ معاشیات۔ تاریخ۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ اسلامیات

بی۔اے: سیاسیات۔ معاشیات۔ اسلامیات۔ فلسفہ۔ عربی۔ ریاضی

ایف اے۔ سال اول و دوم میں طلبہ کی تعداد بالترتیب ۵۵ اور ۳۸ رہی۔

بی۔اے۔ سال اول و دوم میں طلبہ کی تعداد بالترتیب ۱۳ اور ۳ رہی۔

پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ایف۔اے کا نتیجہ بڑا شاندار رہا۔ کالج کے تیرہ (۱۳) طلبہ نے لاہور بورڈ کے امتحان میں شرکت کی۔ ان میں سے بارہ (۱۲) طلبہ کامیاب ہوئے۔ اس طرح یہ نتیجہ ۹۲.۳۰ فیصد رہا۔ ان میں سے چار طلبہ نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی اور باقی سب اعلیٰ سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ ایک لڑکے نے ۷۷۳ نمبر حاصل کئے، اس کا میرٹ سکالر شپ متوقع ہے۔ اس طرح قرآن کالج کا لاہور کے کسی بھی اچھے کالج سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس : ایک سالہ کورس دراصل کالج اور یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل professionals یعنی ڈاکٹرز، انجینئرز، اکاؤنٹنٹس اور دوسرے پڑھے لکھے بالغ افراد کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے نصاب کا اصل زور دو چیزوں پر ہے۔ ایک عربی گرامر و زبان کی اتنی استعداد فراہم کرنا کہ اس بنیاد پر طالب علم قرآن حکیم بغیر ترجمے کے سمجھ سکے۔ دوسرے قرآن مجید کی فکری اور عملی راہنمائی پر مشتمل ایک منتخب نصاب جو مسلمانوں کی

اجتماعی ذمہ داریوں سے بحث کرتا ہے۔ اس کورس کا بقیہ نصاب ترجمۃ القرآن' احادیثِ مبارک کا ایک مختصر نصاب' تحریکی لٹریچر اور تجوید پر مشتمل ہے۔ اس سال اس کورس میں ۳۵ مرد اور ۱۴ خواتین نے حصہ لیا۔ اس طرح اس سال قرآن کالج میں کل طلبہ کی تعداد ۱۵۸ رہی۔

اسلامک جنرل نالج ورکشاپ : حسب معمول اس سال بھی میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات سے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے اسلامک جنرل نالج ورکشاپ منعقد کی گئی۔ اس میں ۳۸ طلبہ نے داخلہ لیا۔ ان میں سے کورس کی تکمیل پر ۱۶ طلبہ کو اسناد دی گئیں۔

لائبریری' سٹاف اور جریدہ

کالج لائبریری : اس سال کالج کے لئے ۹۱ کتب خریدی گئیں اور ۱۱۰ کتب ہمیں بطور عطیہ (donation) وصول ہوئیں۔ اس طرح لائبریری میں اس سال ۲۰۱ کتب کا اضافہ ہوا۔ اس لائبریری سے اب یہ سہولت حاصل ہو گئی ہے کہ طلبہ اور اساتذہ نصاب کی کتب کے علاوہ دوسری اچھی کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

کالج سٹاف : اس سال دیگر سٹاف میں چار نئے اساتذہ کا اضافہ ہوا۔ ان میں سے ایک ریاضی' دو شعبہ عربی اور اسلامیات اور ایک فلسفہ اور سوکس سے متعلق ہیں۔

کالج کا جریدہ : اس سال بھی "صُفّہ" بڑی آب و تاب سے شائع ہوا۔ یہ جریدہ ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ زیادہ تر طلبہ کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس میں ادبی' تحقیقی' تخلیقی مضامین کے علاوہ افسانے' نظمیں' غزلیں' روداد یں اور سفرنامے شائع ہوتے ہیں۔ قابل اساتذہ صُفّہ کے مضامین کی نگرانی کرتے ہیں۔

دیگر سرگرمیاں

اس سال طلبہ کے لئے تقریباً دس انعامی مقابلے منعقد کروائے گئے۔ ان مقابلوں میں مضمون نویسی' تقاریر' حسنِ قراءت' نعت خوانی اور ذہنی آزمائش کے پروگرام شامل ہیں۔ تقاریر' قرآن حکیم اور سیرت رسولؐ کے مختلف موضوعات پر کرائی جاتی ہیں۔ ان مقابلوں سے طلبہ میں تحریر و تقریر کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور ان کی ذہنی استعداد کار میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس سال ہمارے طلبہ نے آل پاکستان انعامی مقابلوں میں بھی شرکت کی اور انعامات حاصل کئے۔ قرآن کالج کے ایک طالب علم محبوب الحق نے منہاج القرآن کے منعقد کردہ آل پاکستان بین الکلیاتی مضمون نویسی کے مقابلے میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اور ایک دوسرے طالب علم زاہد شکور نے اسی ادارے سے آل پاکستان بین الکلیاتی مشاعرہ کے مقابلے میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ اس طرح وہ پاکستان کے کالجوں میں قرآن کالج کی نیک نامی کا باعث بنے۔

اس کے علاوہ ہر ہفتہ بزم قرآن کے تحت آڈیٹوریم میں درس قرآن کا اہتمام باقاعدگی سے کیا جاتا ہے۔ اس سال کالج طلبہ کے لئے ٹور پروگرام بھی مرتب کیا گیا اور انہیں اساتذہ کی نگرانی میں لاہور کے مضافات میں ایک تفریحی مقام پر لے جایا گیا۔

قرآن کالج ہاسٹل

ہاسٹل اس جگہ کا نام ہوتا ہے جہاں رہنے سہنے کی اچھی سہولتوں کے ساتھ تعلیمی سرگرمیوں پر بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔ قرآن کالج کا ہاسٹل ہونے کی وجہ سے یہاں اضافی طور پر طلبہ کی اخلاقی دینی اور ذہنی تربیت اور نشوونما کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ہاسٹل میں داخلہ لینے والے طلبہ ملک کے گوشے گوشے سے آتے ہیں اور کئی طرح کی زبانوں اور ثقافتوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان سب کو ایک نظم میں پرونا اور ایک مرکز و محور پر اکٹھے ہو کر زندگی گزارنے کا عادی بنانا ہمارا مشن ہوتا ہے۔

گزشتہ چند سالوں سے ہاسٹل میں طلبہ کی تعداد گنجائش سے زیادہ چلی آ رہی ہے۔ اور گزشتہ سال بھی کئی طلبہ کو waiting list پر رکھنا پڑا۔ سال ۱۹۹۵ء میں رہائش پذیر طلبہ کی زیادہ تعداد ۱۰۰ کے قریب رہی۔ جبکہ ہمارے میس میں ایک وقت میں ۸۰ افراد بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ اس طرح کھانے کے اوقات میں غیر معمولی رش دیکھنے میں آتا جس کی وجہ سے کامن روم میں بھی بٹھا کر کھانا کھلایا جاتا رہا۔

ہاسٹل کے کمروں میں دیا جانے والا ساز و سامان معیار کے اعتبار سے دیگر ہاسٹلز سے کسی بھی صورت میں کم نہیں ہے۔ اور ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ سہولیات کے اعتبار سے یہ ہاسٹل ٹاپ پر ہے۔ طلبہ کے لئے نماز پنج وقتہ کا باجماعت التزام' تلاوت کے اوقات کی پابندی' تذکیری

اجتماعات' اور وقتاً فوقتاً نفلی روزوں کا اہتمام ان کے تربیتی پروگرام کے اہم اجزاء ہیں۔ قرآن آڈیٹوریم میں ہر ہفتہ کی شام منعقد ہونے والا صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ہفتہ وار درس قرآن ان کی مصروفیات اور بیرونی ممالک کے اسفار کی وجہ سے کچھ تعطل کا شکار رہا۔ اب یہ درس ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب' جو ایک متحرک شخصیت کے حامل ہیں' دے رہے ہیں۔ اس درس قرآن کا طلبہ پر بہت عمدہ اثر ہوتا ہے۔

ہاسٹل کے تنظیمی معاملات کی نگرانی کے لئے کالج کے دو اساتذہ کا بطور وارڈن اور نائب وارڈن تقرر کیا گیا ہے۔ یہ دونوں حضرات ہاسٹل سے ملحقہ کوارٹرز میں رہائش پذیر ہیں اور ہمہ وقت نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے موجود رہتے ہیں۔

روزانہ بعد نماز مغرب ہوم ورک کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں طلبہ کی راہنمائی اور نگرانی کے لئے ایک استاد موجود رہتے ہیں اور اس کے علاوہ عشاء کے بعد طلبہ کو اپنے اپنے کمروں میں سیلف سٹڈی کے لئے وافر وقت مہیا کیا جاتا ہے۔

○ ایڈمن (ADMIN)

ایڈمن کی ذمہ داریوں میں ریکارڈ کیپنگ' اکیڈمی میس اور ہاسٹل' جونیئر سٹاف' کمپیوٹر سیکشن' personnel' budgeting' pay roll قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ دفاتر اور اراکین انجمن سے رابطہ بھی ایڈمن کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ ایڈمن نے اپنی دیگر ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل رابطہ اور followup کے ذریعہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی سے جامع القرآن کی توسیع کا نقشہ منظور کروایا۔ ایڈمن بلاک کی پہلی منزل اور وضو خانہ کی دوسری منزل کے نقشہ کی منظوری کے لئے کوشش جاری ہے۔ علاوہ ازیں دورانِ سال انجمن کے non digital ٹیلی فون نمبرز کو digital ایکسچینج پر منتقل کروایا گیا۔ قرآن کالج کے لئے ایک نیا (ISD) ٹیلی فون کنکشن حاصل کیا گیا جبکہ قرآن اکیڈمی کے سامنے کارڈ فون بوتھ کے حصول کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ ایڈمن نے اپنی بھرپور کوشش کے ذریعہ رجسٹرار جوائنٹ سٹاک کمپنیز سے مرکزی انجمن کا ترمیم شدہ دستور منظور کروایا۔ دوران سال چار مرتبہ اراکین انجمن کو اعانتوں کی یاد دہانی کے لئے خطوط ارسال کئے' جس کا خاطر خواہ نتیجہ

برآمد ہوا۔ انجمن کے کمپیوٹر سیکشن نے ماہانہ اور فائنل اکاؤنٹس بنانے' مکتبہ کے سالانہ خریداروں اور اراکین انجمن کا ریکارڈ رکھنے' آئندہ سال کی آمدن اور اخراجات کا تخمینہ بنانے اور دوران سال آمد و خرچ کے مختلف تقابلی گوشوارے بنانے کے فرائض عمدگی سے ادا کئے۔

○ اکاؤنٹس اور کیش سیکشن

(ACCOUNTS AND CASH SECTION)

ماہانہ اور فائنل اکاؤنٹس بروقت تیار کئے گئے۔ فائنل اکاؤنٹس کا بروقت External آڈٹ کروا کے مجلس عاملہ میں منظوری کے لئے پیش کیا گیا۔ External آڈیٹرز رحمن سرفراز اینڈ کمپنی نے ہمیشہ کی طرح ۹۵ء کے فائنل اکاؤنٹس کا بہت کم مدت میں آڈٹ کر کے آڈٹ رپورٹ دے دی۔ انجمن اپنے External آڈیٹرز کی ان اعزازی خدمات کے لئے بے حد شکر گزار ہے۔ داخلی محاسب جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے بھی سال بھر اپنی دیگر مصروفیات کے باوجود انجمن کے Internal آڈٹ کا فریضہ بخوبی انجام دیا۔ محترم بٹر صاحب نے اس مقصد کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر کر رکھا ہے۔

کیش سیکشن نے سال بھر بینک میں بروقت رقم جمع کروانے اور اخراجات کے لئے بینک سے رقم نکلوانے' رسیدیں جاری کرنے اور آمد و خرچ کا باقاعدہ اندراج کرنے کا فریضہ عمدگی سے ادا کیا۔

○ جنرل کلینک

انجمن کا جنرل کلینک قرآن کالج میں قائم ہے۔ قرآن کالج کے طلبہ بالخصوص اور گرد و نواح کی آبادی کے لوگ بالعموم اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

○ بزم ہائے خُدّام القرآن

بزم ہائے خدام القرآن کا مقصد انجمن کے پرانے وابستگان سے رابطہ' باہم ربط و ضبط کا اہتمام' انجمن کے مقاصد کے لئے مزید تعاون و اشتراک اور دعوت رجوع الی القرآن کی تیز تر اور وسیع تر اشاعت کے لئے کوشش کرنا ہے۔ اس کے اعزازی ناظم محترم نسیم الدین خواجہ صاحب ہیں جنہوں نے اس کا تاسیسی اجلاس قرآن آڈیٹوریم میں منعقد کیا اور لاہور میں پانچ بزم ہائے خدام القرآن کا اعلان کر دیا گیا اور ان کا دستور بھی مرتب کر لیا گیا۔ مختصر کارکردگی حسب ذیل ہے۔

تین مقامات پر عربی کلاس کا اجراء کیا گیا۔ ایک جگہ نصاب مکمل کر لیا گیا۔ دوسری جگہ کلاس ست روی سے جاری ہے جبکہ تیسری جگہ لوگوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے کلاس کامیاب نہیں ہو سکی۔ رمضان المبارک میں دو مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کامیابی سے ہوتا رہا۔ تین مقامات پر درس قرآن جاری ہے جس میں سے ایک جگہ شرکاء کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔ جناب خالد محمود صاحب نے ترجمہ قرآن کو پورے پاکستان لیول پر پھیلانے کے لئے جمعیت تعلیم القرآن سے رابطہ قائم کیا جس کے نتیجہ میں بہاولپور اور اس کے اردگرد کے مدارس میں ترجمہ کا کام شروع ہو گیا ہے۔ انہیں پہلا پارہ مع ترجمہ مہیا کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ موسم گرما میں ریلوے سکول میں سمر کیمپ کا بندوبست کیا گیا جس کے افتتاحی اجلاس میں جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی تشریف لائے اور بہت پسند کیا۔ اس طرح کے پروگرام دوسرے سکولوں میں کرنے کے لئے کوشش جاری ہے۔ بزم ہائے خدام القرآن اپنے تمام اخراجات اپنے ذرائع سے پورے کر رہی ہیں۔

رمضان المبارک میں رجوع الی القرآن کے لئے ایک خصوصی مہم چلائی گئی۔ اراکینِ انجمن کو ایک خط ارسال کیا گیا جس میں رمضان المبارک کے حوالے سے ان کی ذمہ داریوں اور قرآن سے تجدید تعلق کو خاص طور پر اجاگر کرنے کے لئے چار کتابچوں : "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق' قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں' عظمتِ صوم اور عظمتِ صیام و قیامِ رمضان" کو پھیلانے کی استدعا کی گئی۔ اس دفعہ خصوصی طور پر قرآن مجید کے حقوق پھیلانے کا اہتمام کیا گیا اور بحمد اللہ دس ہزار کے قریب "حقوق" تقسیم کئے گئے۔

بیلنس شیٹ برائے سال ۱۹۹۵ء

Balance Sheet as on 31st Dec, 1995

Amount رقم	Liabilities ادائیگی کی ذمہ داریاں	Amount رقم	Assests اثاثہ جات
2,239,000.00	کلکٹڈ فنڈ: مؤسسین، محسنین، اور مستقل اراکین کی یکمشت ادائیگی	22,082,323.88	مستقل اثاثہ جات وسرمایہ کاری
4,210,973.25	قرآن اکیڈمی فنڈ	2,571,985.00	مکتبہ مرکزی انجمن
10,768,380.73	قرآن کالج و آڈیٹوریم فنڈ	66,953.22	اسٹاک وسٹورز
683,900.00	مسجد و مکتب والٹن اور دارالقرآن وسن پورہ فنڈ	210,796.00	پیشگی رقوم و دیگر واجب الوصول رقم
42,145.00	تعلیمی قرضہ فنڈ	30,930.00	تعلیمی قرضہ برائے طلبہ
54,380.00	سیکورٹی ڈیپازٹ	7,206.09	بینک میں موجود رقم
30,000.00	قابل ادائیگی اخراجات	5,275.25	امپریسٹ فنڈ
6,235,965.71	میزان آمدنی منہا اخراجات یکم جنوری ۱۹۹۵ء		
710,724.75	میزان آمدنی منہا اخراجات سال ۱۹۹۵ء		
24,975,469.44		24,975,469.44	

مالی گوشوارہ حساب آمد و خرچ برائے سال ۱۹۹۵ء

Financial Statement 1995

Amount رقم	Expenses اخراجات	Amount رقم	Income آمدن
438,389.37	قرآن کالج (اخراجات منہا آمدن)	953.218.89	ماہانہ اعانت
167.131.00	ہاسٹل قرآن کالج (" ")	2,313.268.87	خصوصی دیگر اعانت
11,266.00	قرآن اکیڈمی کلینک (" ")	182,316.00	خط و کتابت و دیگر کورسز کی فیس
16.370.00	محاضرات قرآنی	411.934.70	دیگر آمدنی
27.272.00	نقد امداد		
68,410.00	دعوت و تبلیغ پبلسٹی		
169.816.00	مسجد		
93.387.00	قرآن اکیڈمی ہاسٹل و میس		
806.444.00	اسٹاف کی تنخواہ		
296,530.00	ٹیلی فون، فیکس، بجلی، پانی و گیس بل		
236,108.00	آڈیٹوریم		
31,758.00	اولڈ ایج بینیفٹ انسٹیٹیوشن		
92,522.00	مرمت اور میٹینس		
251,828.95	خط و کتابت و دیگر کورسز		
80,090.00	امداد میس قرآن کالج		
362,691.39	دیگر اخراجات		
710,724.75	آمدنی منہا اخراجات		
3,860,738.46		3.860.738.46	

سال ۱۹۹۵ء کے دَوران

منسلک انجمنوں

کی

کارکردگی کا مختصر جائزہ

انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی

مرکزی انجمن خدام القرآن سندھ کا قیام مئی ۱۹۸۶ء میں عمل میں آیا۔ اس کے نگران اعلیٰ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہیں اور اس کے موجودہ صدر عبداللطیف عقیلی صاحب ہیں۔ اس کی تعمیرات کا کام جس میں جامع مسجد القرآن اور قرآن اکیڈمی شامل ہے تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور اندازاً سوا کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے

قرآن اکیڈمی کامرس کالج اس اہم پراجیکٹ کا آغاز اکتوبر ۹۵ء سے ہو چکا ہے اور کالج میں ۱۵ طلبہ سال اول میں زیر تعلیم ہیں۔ اس کا مقصد ایسے کامرس گریجوایٹ تیار کرنا ہے جو اس میدان کے شاہسوار ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کو اپنا امام اور ہر دور کے مسائل کے لئے راہ دکھانے والا جانتے ہوں۔

ایک سالہ کورس اس انجمن کے تحت اب تک تین ایک سالہ کورس ہو چکے ہیں جن سے درجنوں خواتین و حضرات نے نہ صرف قرآن حکیم سے براہ راست فہم حاصل کرنے کے قابل ہوئے بلکہ اس فہم کو آگے منتقل کرنے کے کام میں بھی شریک ہیں۔

مختصر دورانیہ کے کورس انجمن خواتین و حضرات کے لئے ۲ سے ۴ ماہ دورانیہ کے کورسز منعقد کرتی رہتی ہے۔ ان کورسز میں عربی گرامر کورس' قرآن حکیم کے منتخب مقامات کی تدریس' ترجمہ قرآن اور تجوید کی کلاسز شامل ہیں۔ حال ہی میں عربی گرامر کورس خواتین اور مردوں کے لئے شروع کیا گیا ہے۔

قرآنی تربیت گاہیں ایک روزہ / دو روزہ/ ہفت روزہ تربیت گاہیں منعقد کی جاتی ہیں جن سے خواتین و حضرات استفادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ موسم گرما اور موسم سرما کی تعطیلات کے دوران طلبہ اور طالبات کے لئے ہفت روزہ' دس روزہ تربیت گاہیں منعقد کی جاتی ہیں۔ طلبہ کے والدین نے بھی ایسے پروگراموں کی افادیت کا اعتراف کیا ہے۔

دورۂ ترجمۂ قرآن مسجد جامع القرآن کے افتتاح سے اب تک ہر سال دورۂ ترجمہ ہوتا رہا ہے۔ اس سال بھی حسب معمول انجینئر نوید احمد صاحب نے دورۂ ترجمہ قرآن کرایا۔ کم از کم ۱۰۰ مرد اور خواتین روزانہ استفادہ کرتے رہے۔ اس کے علاوہ ۴۳ حضرات معتکف ہوئے جن کے لئے دن میں خصوصی پروگرام ترتیب دیئے گئے۔

شعبۂ سمع و بصر مرکزی انجمن لاہور کے بعد آڈیو / ویڈیو کیسٹس کاپی کرنے کا سب سے بڑا مرکز قرآن اکیڈمی کراچی میں ہے۔ اس سال ۱۵۲۳۴ آڈیو اور ۱۸۴۸ ویڈیو کیسٹ ریکارڈ کئے گئے۔ مکتبہ سے ۱۱۲۱۵ آڈیو کیسٹ اور ۸۵۱ ویڈیو کیسٹ فروخت ہوئیں۔ اس کے علاوہ کیسٹ کلب کے ممبران کو محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے تازہ ترین خطابات جمعہ بلامعاوضہ ریکارڈ کر کے دیئے جاتے ہیں۔

لائبریریز انجمن کے تحت کراچی میں اس وقت پانچ لائبریریاں کام کر رہی ہیں۔ ان لائبریریوں سے مجموعی طور پر پچھلے سال ۲۳۷ آڈیو کیسٹ' ۲۴۶ ویڈیو کیسٹ اور ۳۹ کتب جاری ہوئیں۔

خطاباتِ جمعہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا جب بھی کراچی آنا ہوتا ہے تو آپ جمعہ کے اجتماع سے بھی خطاب فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ پچھلے سال فیصل آباد سے ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب اور ملتان سے انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب نے بھی اجتماعات جمعہ سے خطاب کیا۔ اس مسجد کے مستقل خطیب اعجاز لطیف صاحب ہیں۔

مرتبہ : ایس۔ ایم۔ انعام
جنرل سیکرٹری

انجمن خدام القرآن بلوچستان کوئٹہ

انجمن خدام القرآن بلوچستان کوئٹہ کا قیام ماہ نومبر ۱۹۸۹ء میں عمل میں آیا تھا۔ جس کے اب تک پانچ سالانہ اجتماعات باقاعدگی سے صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی زیر صدارت منعقد ہو چکے ہیں۔ پچھلے سال ایک مخیر خاتون نے جو ۱۸۰۰۰ مربع فٹ جگہ ہبہ کی تھی مالی وسائل میہانہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک صرف چار دیواری کھڑی کر کے گیٹ لگایا گیا ہے۔ اس وقت ارکان کی تعداد ساٹھ ہے جن میں چودہ مؤسس ارکان ہیں' بقیہ عام ارکان ہیں۔ اکثر ارکان کی جانب سے اعانتوں کی ادائیگی باقاعدہ نہیں ہے۔ انجمن کے دفتر میں ایک مختصر لائبریری بھی قائم کی گئی ہے جس میں مرکزی انجمن کی شائع کردہ کتب کے علاوہ مختلف تفاسیر' سیرت النبی پر کتب' احادیث کے ترجمے و دیگر کتب برائے استفادہ موجود ہیں۔ علاوہ ازیں آڈیو اور وڈیو کیسٹ فروخت کے علاوہ عام استفادے کے لئے جاری کی جاتی ہیں۔ مختلف مواقع پر انجمن کا لٹریچر تبلیغی مقاصد کے تحت مفت بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ تفسیر عثمانی کے تقریباً دو صد نسخے جو انجمن کو رابطہ عالم اسلامی کے حوالہ سے ملے تھے' درس قرآن کے مختلف حلقوں کے شرکاء میں تقسیم کئے گئے۔ درس قرآن کے حلقے مختلف علاقوں میں قائم کئے جاتے رہے ہیں۔

انجمن کے قیام کے بعد ہر سال باقاعدگی کے ساتھ عربی و تجوید کی کلاسز منعقد کی جاتی رہی ہیں' جن میں مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ تنظیم اسلامی کوئٹہ کے اجتماعات کے لئے انجمن اپنا دفتر مہیا کرتی ہے۔ دفتر میں موجود لائبریری اور ذخیرہ کیسٹ سے رفقاء تنظیم بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا رفتار کار اگرچہ قابل رشک نہیں ہے' تاہم مقام شکر ہے کہ موجودہ محدود وسائل' خواہ مالی ہوں یا افرادی' کے ساتھ یہ ادارہ قائم و دائم ہے۔ وسائل کی دستیابی کے ساتھ ساتھ اس کی کارکردگی میں بھی ان شاء اللہ اضافہ ہوتا رہے گا۔

مرتبہ : سید برہان علی

نائب صدر

انجمن خدام القرآن فیصل آباد

انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے زیر اہتمام سال ۱۹۹۵ء کے دوران دفتر انجمن میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوا جس میں حاضری کم از کم ۵۵ رہی۔ صدر انجمن جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے مترجم کے فرائض ادا کئے۔ موسم گرما میں ایک چالیس روزہ قرآنی ورکشاپ منعقد کی گئی جس میں عربی کی تدریس کے علاوہ "قرآن کا پیغام" کے عنوان سے قرآن مجید کے منتخب حصے لیکچرز کے انداز میں پڑھائے گئے، جبکہ فرمودات نبویؐ سے استفادہ کی غرض سے "اربعین نووی" اور سیرت النبیؐ کے لئے "منہجِ انقلابِ نبویؐ" پر لیکچرز کا اہتمام کیا گیا۔ قرآن اکیڈمی کے لئے وقف پلاٹ کے ساتھ سڑک تک رسائی کی غرض سے مزید ۴۷ مرلے جگہ حاصل کی گئی اور اکیڈمی کا نقشہ اور ماڈل بنوالیا گیا۔ سٹرکچر ڈیزائن تکمیل کے مراحل میں ہے۔ نومبر ۹۵ء میں سالانہ اجلاس کے ساتھ فنڈز ریزنگ ڈنر (Fund Raising Dinner) کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اس سال کے دوران تقریباً چودہ ہزار روپے کی کیسٹ اور کتب فروخت ہوئیں اور تقریباً ۱۰۰ افراد لائبریری سے باقاعدگی کے ساتھ استفادہ کرتے رہے۔

مرتبہ : محمد اسلم
معتمد عمومی

انجمن خدام القرآن پنجاب' ملتان

انجمن خدام القرآن ملتان ماشاء اللہ اپنے قیام کے چھٹے سال میں قدم رکھ چکی ہے۔ ذیل میں آپ سال ۱۹۹۵ء کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

قرآنی علوم و معارف کی بارش : قرآن اکیڈمی ملتان میں گزشتہ تین چار سال سے تراویح کے دوران میں ترجمہ قرآن پیش کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ رمضان المبارک میں یہ سعادت راقم الحروف کے حصہ میں آئی۔ میرے لئے یہ پہلا موقع اور طویل ریاضت تھی۔ محترم فاروقی صاحب نے اس دورۂ ترجمہ کی تشہیر کے لئے ۴۵ رفقاء پر مشتمل ایک دو روزہ علاقائی تربیتی کیمپ لگایا۔ سات ہزار ہینڈ بل اور پانچ سو لٹکانے والے دعوتی کارڈز تقسیم کئے گئے۔ ماہ صیام کی آمد سے ایک ہفتہ قبل میری رہائش گاہ پر استقبال رمضان کے عنوان سے ایک تقریب منعقد ہوئی۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کا آغاز رات آٹھ بجے نماز عشاء سے ہوتا اور رات ایک بجے تک جاری رہتا۔ سامعین کی اوسط حاضری ۱۵۰ سے ۲۵۰ افراد تک رہی۔ ختم قرآن کے موقع پر ۲۷ رمضان المبارک کو حاضری تقریباً ۵۰۰ تھی۔ ۱۵ افراد نے مستقل قیام کیا اور ۳۵/۴۰ خواتین نے بھی پروگرام سے استفادہ کیا۔

ہفتہ وار درس قرآن : دوران سال ہفتہ وار سلسلہ وار درس قرآن بحمد اللہ جاری و ساری ہے۔ شرکاء کی اوسط حاضری ۳۰ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ آج کل ہم سورۃ النور کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

خواتین کا ماہانہ اجتماع و دروس قرآن : انجمن اور تنظیم سے متعلق خواتین کا ماہانہ اجتماع ہر انگریزی ماہ کے پہلے سوموار کو خواتین ہال میں ہوتا ہے جس میں ایک خاتون ہی تدریس کے فرائض انجام دیتی ہیں۔ درس میں خواتین کی اوسط حاضری ۴۵/۵۰ رہتی ہے۔

تربیت گاہیں : ہماری انجمن تعطیلات گرما میں سکولوں اور کالجوں کے طلبہ کی تربیت کے لئے ۳۰ روزہ قرآنی تربیت گاہیں منعقد کرتی رہتی ہے۔ اس طرح کی تیسری تربیت گاہ جون جولائی ۱۹۹۵ء میں منعقد کی گئی جس میں ۴۵ افراد نے شرکت کی اور ۲۰ سے زائد ہمہ وقتی مقیم رہے۔

اس طرح یہ تربیت گاہ بہت کامیاب رہی۔ اس تقریب کی افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب تھے۔ اس کے علاوہ اراکین انجمن کے علم و فہم میں اضافہ اور اعمال و اخلاق میں نکھار پیدا کرنے کی غرض سے ایک چار روزہ تربیت گاہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں ۲۳ احباب شریک ہوئے۔ ناظم تعلیمات جناب محترم فاروقی صاحب نے ۶ ستمبر کو ایک روزہ کل وقتی تربیت گاہ کا انعقاد کیا۔ اس میں امت مسلمہ کے عروج و زوال اور احیائی عمل' خلافت کی نوید اور کچھ دوسرے اہم موضوعات پر لیکچر ہوئے۔ شرکاء نے اس تربیت گاہ کو بہت پسند کیا۔

عربی گرامر کورس : مئی ۱۹۹۵ء میں احباب کے ذوق کے پیش نظر شام کے اوقات میں عربی کلاس کا اجراء کیا گیا جس میں الحمد للہ ۲۵ کے قریب پڑھے لکھے احباب نے داخلہ لیا۔ زکریا یونیورسٹی کے پروفیسر ریاض الرحمٰن صاحب نے تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ لگ بھگ ۱۵ احباب نے اگست ۱۹۹۵ء کے اواخر میں باقاعدہ امتحان پاس کر کے سند فراغت حاصل کی۔

شعبہ حفظ و ناظرہ : اکیڈمی کے شعبہ حفظ میں ۲۰ بچے زیر تعلیم ہیں اور اس سال ۴ بچوں نے حفظ مکمل کیا۔ اسی طرح شعبہ تجوید و ناظرہ سے ۸۰ بچے استفادہ کر رہے ہیں۔

خطباتِ جمعہ : جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں خطبات جمعہ مختلف موضوعات پر جاری رہے۔ اس وقت "اسلام کا نظام حیات" کے موضوع پر گفتگو ہو رہی ہے۔ یہ ذمہ داری بھی راقم الحروف کے ذمہ ہے۔

تحریک اصلاح الرسوم : حلقہ احباب کو مساجد میں محفل نکاح منعقد کرنے اور دوسری ہندوانہ رسومات کو ترک کرنے کی ترغیب دی جاتی رہی ہے۔ الحمد للہ بہت سے احباب اس سلسلے میں تعاون کر رہے ہیں۔

تعمیرات : دوران سال ہم نے تعمیراتی کام بھی ہنگامی بنیادوں پر جاری رکھا۔ ناظم تعلیمات محترم فاروقی صاحب کی رہائش گاہ اور مہمان خانے مکمل کئے۔ مسجد کے سامنے والا ہال بھی مکمل کیا گیا۔

مرتبہ : ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی

انجمن خدام القرآن سرحد' پشاور

انجمن خدام القرآن سرحد کی تاسیس دسمبر ۱۹۹۲ء میں ہوئی۔ محترم ڈاکٹر محمد اقبال صافی صاحب جو کہ تنظیم اسلامی کے بھی ایک فعال رکن ہیں' کو انجمن کا صدر اور پروفیسر ڈاکٹر محمد داؤد خان صاحب (آئی سرجن) کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

انجمن خدام القرآن سرحد کے قیام سے اب تک اس کے زیر اہتمام مختلف پروگرام منعقد کئے گئے جن سے سرحد کے عوام و خواص نے بھرپور استفادہ کیا۔ قرآن اکیڈمی سرحد کے قیام کے لئے حیات آباد کے قریب ایک صاحب خیر نے ساڑھے چار کنال اراضی دینے کا وعدہ کیا ہے۔ تاہم اس زمین کے حصول میں فی الحال کچھ قانونی پیچیدگی موجود ہے جسے دور کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ امید واثق ہے کہ جلد ہی قرآن اکیڈمی کا کام شروع ہو جائے گا۔

انجمن کے ممبران کی تعداد ۳۸ ہے۔ اس میں ۷ مؤسسین' ۲ محسنین' ۵ مستقل ارکان اور ۲۴ عام ارکان شامل ہیں۔ ان میں فعال ارکان کی تعداد ۱۳ ہے۔

انجمن کی لائبریری میں صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن کے تمام آڈیو اور ویڈیو کیسٹ موجود ہیں' جن سے خاصی تعداد میں عوام الناس استفادہ کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم کی علمی و فکری رہنمائی پر مشتمل خط و کتابت کورس کو عام کرنے کے لئے بھی مختلف ذرائع سے کوششیں جاری ہیں۔ اس سلسلہ تنظیم اسلامی پشاور کے ایک فعال رفیق جمشید عبداللہ صاحب (جو کہ ایک پرائیویٹ کالج میں لیکچرر ہیں) کی کوششوں سے تقریباً ۴۵ افراد نے قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی کورس میں داخلہ لیا۔ دوران سال کتب اور کیسٹ کی فروخت بھی جاری رہی۔ اگرچہ تاحال انجمن خدام القرآن سرحد کی کارکردگی قدرے سست ضرور ہے تاہم امید واثق ہے کہ ڈاکٹر محمد اقبال صافی صاحب' جو کہ ایک انتھک اور نہایت محنتی انسان ہیں' کی کوششوں سے ان شاء اللہ عنقریب یہ انجمن بھی اپنے اہداف کو پورا کرلے گی۔

مرتبہ : وارث خان

معتمد

انجمن خدام القرآن راولپنڈی' اسلام آباد

سال رواں کے آغاز میں مورخہ ۱۸/ جنوری ۹۵ء کو انجمن کے زیر اہتمام ایک نشست اسلام آباد ہوٹل میں منعقد ہوئی جس میں مرکزی انجمن کے صدر موسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے "موجودہ تہذیبی کشمکش کا حل" کے موضوع پر خطاب کیا' جس کو شرکاء نے بہت دلچسپی سے سنا اور پسند کیا۔ یہ انجمن کی سطح پر پہلا باقاعدہ اجتماع تھا۔ خطاب کے موقع پر مکتبہ بھی لگایا گیا تھا۔ چھ ماہ بعد ہی ایک تعارفی نشست زیر اہتمام انجمن خدام القرآن مورخہ ۱۰/ جون ۹۵ء منعقد ہوئی۔ اس میں بھی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے انجمن خدام القرآن کے اغراض و مقاصد پر مکمل خطاب فرمایا' جس کو شرکاء نے بہت پسند کیا اور آئندہ بھی ایسی نشستوں کو جاری رکھنے کا مشورہ دیا۔ اس کے علاوہ گزشتہ سال کی کارکردگی کی کچھ highlights درج ذیل ہیں۔

- ☆ انجمن کی ماہانہ میٹنگ تقریباً ہر ماہ منعقد ہوتی ہے' جس میں صلاح مشورے سے انجمن کو مزید فعال بنانے کے لئے غور و خوص کیا جاتا ہے۔ اس سال انجمن کے تعارف کے لئے لٹریچر اور ۵۰۰ کی تعداد میں کتابچہ بھی تقسیم کیا گیا۔
- ☆ مکتبہ سے اس سال =/8500 روپے کی وڈیو آڈیو کیسٹ اور کتب فروخت ہوئیں۔ اور بے شمار لوگوں نے گھر کے لئے ایشو کرا کر استفادہ کیا۔
- ☆ ماہ رمضان ۹۵ء میں راولپنڈی۔ اسلام آباد کے آٹھ مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن بذریعہ وڈیو کیسٹ ہوا۔ گزشتہ سال وڈیو کاپی کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً ۳۰۰ وڈیو کیسٹ بازار سے کاپی کروائی گئیں۔ امسال الحمدللہ شعبہ سمع و بصر کا قیام عمل میں آچکا ہے' اب آڈیو وڈیو کیسٹ کی ریکارڈنگ اور کاپی کی سہولت موجود ہے اور اس سہولت سے دوسرے احباب بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔
- ☆ راولپنڈی۔ اسلام آباد میں بھی قرآن اکیڈمی کے قیام کے لئے C.D.A کو پلاٹ کے لئے درخواست دی گئی ہے اور اس کے لئے کوشش جاری ہے۔
- ☆ انجمن کی ممبر سازی میں حوصلہ افزا پیش رفت ہو رہی ہے۔ اور اس وقت اراکین انجمن

کی تعداد چالیس ہو چکی ہے، جبکہ انجمن کے قیام کے وقت اراکین کی تعداد پندرہ تھی۔

☆ اسلام آباد ۔ راولپنڈی ۔ لاہور کے درمیان ایک موبائل لائبریری انٹرسٹی ہوٹل کھاریاں کے مقام پر قائم کی گئی تھی، جس سے مسافروں کو آڈیو کیسٹ حاصل کرنے کی سہولت دستیاب ہو گئی تھی اور قرآنی فکر پھیلنے کے امکانات بھی بڑھ گئے تھے۔ ابتدا میں اس لائبریری سے کافی اچھے نتائج حاصل ہونے شروع ہوئے، لیکن کچھ عرصے بعد ناگزیر حالات کی وجہ سے ہوٹل بند ہو گیا اور لائبریری بھی بند ہو گئی۔ اب کوشش جاری ہے کہ اس لائبریری کو دوبارہ جاری کیا جائے۔

اگرچہ کارکردگی کوئی زیادہ حوصلہ افزا نہیں ہے، تاہم پیش رفت جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو یہ کارواں بڑھتا ہی جائے گا۔

مرتبہ : شمس الحق اعوان
جنرل سیکرٹری

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ
(الحج ۔آیت ۳۷)
اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا مگر تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے ۔
قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ!
عید الاضحیٰ کے مبارک موقع پر قربانی کے ساتھ
قربانی کی رُوح اور مقاصد کو سمجھنے کے لیے
امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی تالیف
عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی
کا مطالعہ ضرور کیجئے
• سفید کاغذ • رنگین سرورق • ۴۸ صفحات • قیمت صرف ۸ روپے
قریبی بکسٹال سے خریدیئے یا ہم سے منگوائیے!
مرکزی انجمن خدام القرآن، ۳۶۔ K ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

اور

اس کی منسلک انجمن ہائے خدام القرآن

کے

قیام کے اغراض و مقاصد

1 — عربی زبان کی تعلیم و ترویج

2 — قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق

3 — علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت

4 — ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلم قرآن کو مقصد زندگی بنا لیں

اور

5 — ایک ایسی "قرآن اکیڈمی" کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔